Vol. I
No. 4



Thursday,
5th March, 1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY DEBATES

Official Report

CONTENTS

Price: Eight Annas.

GOVERNMENT PRESS
HYDERABAD-DN.
1953

HYDERABAD LEGISLATIVE ASSEMBLY

THURSDAY THE 5TH MARCH, 1953

The House met at Two of the Clock

[Mr. Speaker in the Chair]

Starred Questions and Answers

Mr. Speaker : Let us take up questions. Shri M. Buchiah.

Expenditure Towards A.I.C.C. Sessions

*7 (9) *Shri M. Buchiah* (Sirpur) : Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

(*a*) whether the Government incurred any expenditure towards the A.I.C.C. Session held in January, 1953 ?

(*b*) if so, how much and under what heads ?

The Minister for Finance and Statistics (Dr. G. S. Melkote):

(*a*) Yes.

(*b*) The Government of Hyderabad have sanctioned O.S. Rs. 40,000 for incidental expenditure connected with conservancy arrangements in view of the large concourse of people and O.S. Rs. 1,75,000 for the Police bandobast. These amounts were no doubt incidental to the holding of the Congress Session in Hyderabad, but these were the functions which the Government of Hyderabad have to discharge on all such occasions when a large number of people assemble.

Shri V. D. Deshpande (Ippaguda) : May I know on what previous occasions such expenses were met by the Government ?

Dr. G. S. Melkote : I require, notice, Sir.

Shri M. Buchiah : What is the quantity of the police force supplied to Nanalnagar ?

Dr. G. S. Melkote : Hon. the Minister for Home will be able to reply this question.

Shri V. D. Deshpande : What are the details of expenditure for the forty thousand rupees ?

Dr. G. S. Melkote : It was a grant given to the Municipalities and they spent the money on conservation arrangements.

Shri M. Buchiah : Is it not a fact that the Education Department supplied some furniture ?

Dr. G. S. Melkote : It is possible; I am not aware of it.

شری سی - ایچ - وینکٹ راما راؤ (کریم نگر) - بی - ڈبلیو - ڈی الکٹرسٹی ڈپارٹمنٹ کی طرف سے کیا کوئی گرانٹس منظور نہیں کی گئی تھی ؟

Dr. G. S. Melkote : I am not aware of it.

T. A. To Ministers

*8 (56) *Shri Ch. Venkatram Rao :* Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

(*a*) the total amount of T. A. paid to the Ministers during 1952 ?

(*b*) the total amount of T. A. paid to the Gazetted Officers of the State during 1952 ?

Dr. G. S. Melkote : (*a*) The total T. A. charges drawn by the Ministers during 1952 were as follows :—

1.	Chief Minister	O.S. Rs. I.G. Rs.	5,950- 7-10 1,871-13- 8
2.	Minister, Excise, Customs & Forests ..	O.S. Rs. I.G. Rs.	1,977- 9- 0 669-13- 6
3.	Minister, Supply & Agriculture	O.S. Rs.	7,123-12- 5
4.	Minister, Health & Education	O.S. Rs.	3,524- 3- 0
5.	Minister, C. & I.	O.S. Rs.	998-12- 0
6.	Minister, Labour & Rehabilitation.	O.S. Rs.	2,565- 8- 0
7.	Minister, Finance	I.G. Rs.	3,185-10- 0
8.	Minister, Home	O.S. Rs. I.G. Rs.	921-11- 0 1,916-11- 0

9.	Minister, Rural Reconstruction	O.S. Rs.	4,085- 0-10
10.	Minister, Local Government ..	O.S. Rs.	5,040- 4- 0
11.	Minister, Law	O.S. Rs. I.G. Rs.	1,711- 3- 0 211- 0- 0
12.	Minister, P.W.D.	O.S. Rs.	2,679- 9- 6
13.	Minister, Social Service ..	O.S. Rs. I.G. Rs.	3,822-14- 0 727- 7- 0

(*b*) The T. A. charges of Non-gazetted officers & Gazetted officers are booked under one head. As such it is not possible to show the expenditure on Gazetted Officers separately.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ ہر ایک منسٹر کو ٹی۔ اے۔ کتنا منظور تھا اور انہوں نے اس میں سے کتنا کم یا زیادہ خرچ کیا ؟

Dr. G. S. Melkote : Except the Chief Minister, who, I think, was allowed about 11 or 12 thousand rupees, the other Ministers are allowed 9 thousand rupees. Hon. Members may see from the figures just now read out that everyone of the Ministers has tried to save.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ یہ ٹی۔ اے انہوں نے کتنے بریڈ (Period) میں خرچ کیا ؟

Dr. G. S. Melkote : This expenditure is for about eleven months.

شری وی۔ ڈی۔ دیشپانڈے۔ کیا یہ صحیح ہے کہ چند منسٹروں کا ٹی۔ اے۔ پہلے پانچ سات مہینے میں ھی خرچ ھوگیا ؟

Dr. G. S. Melkote : We felt that it was possibly spent, but it is not a fact.

شری کے۔ وینکٹ راما راؤ۔ ٹی۔ اے۔ جو دیا گیا ھے وہ آئی۔ جی۔ اور او۔ یس۔ ان دونوں کرنسیوں میں دیا گیا اس کی کیا وجہ ھے ؟

Dr. G. S. Melkote : Expenses of tours to Bombay, Delhi, etc., are always given in I. G. and expenses incurred in local tours are given in O.S.

شری ایم۔ بچیا۔ کیا اس کے علاوہ ان کے نام پر اور کوئی اڈوانس بھی ھیں ؟

Dr. G. S. Melkote : No. This is all the amount spent towards T. A.

Hutti Gold Mines

*9 (57) *Shri Ch. Venkatram Rao :* Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

(*a*) whether there is any contract between the Hutti Gold Mines Company and their Management ?

(*b*) the terms of the contract, if any ?

Dr. G. S. Melkote : Mr. Speaker, Sir, this is a matter concerning a joint stock company and not a part of the Government. As such I am not in a position to furnish the required information.

Repairs to Breached Tanks

*10 (10) *Shri M. Buchiah :* Will the hon. Minister for Public Works be pleased to state :

(*a*) the number of breached tanks for which the amounts for repairs have been sanctioned during the years 1950-53 ?

(*b*) the cases where the work on repairs has not started ?

(*c*) the cause for delay ?

پی - ڈبلیو - اینڈ پبلک ہلتھ منسٹر (شری مہدی نواز جنگ) - پہلا سوال یہ ہے کہ ۱۹۵۰ع سے ۱۹۵۳ع تک شکست تالابوں کے لئے کتنی رقم منظور کی گئی تھی ؟ جواب یہ ہے کہ سنہ ۱۹۵۰ع سے فبروری سنہ ۱۹۵۳ع تک ۲ ہزار چار سو اٹھائیس تالابوں کی مرمت کی منظوری دیگئی -

دوسرا سوال یہ ہے کہ ایسے تالاب جہاں پر کام شروع نہیں کیا گیا ان کی تعداد کیا ہے ؟ جواب یہ ہے کہ ۱۹۰۳ شکست تالابوں کے مرمت کی منظوری ہوئی تھی جو تکمیل تک پہونچ چکی ہے - خاص پروگرام کے تحت محبوب نگر ضلع میں ۵۲۵ تالابوں میں مرمت ہوئی ہے - جن ۱۹۰۳ تالابوں کو ہاتھ میں لیا گیا تھا ان سب کا کام ہو چکا ہے - اور چند تالاب ایسے ہیں جن کا کام پورا نہیں ہوسکا - اس کی وجہ یہ ہے کہ گتہ داروں نے نرخ میں اضافہ مانگا ہے اور کہیں پر یہ بھی ہوا ہے کہ ان کے ڈزائنس وغیرہ میں بھی تبدیلی کرنی پڑی ہے - یہ صورت حال ہے - چند تالاب ایسے ہیں جن کا کام مزید تصفیہ کی وجہ سے ہاتھ میں نہیں لیا جاسکا -

شری اننت ریڈی - گتہ دار جو ریٹ (Rate) طلب کررہے ہیں اس میں اور گورنمنٹ کے ریٹ میں کیا فرق ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - مجھے وہ معلوم نہیں - مجھے اس بارے میں دریافت کرنا پڑیگا -

شری ایم - بچیا - آپ نے بتایا کہ کچھ جگہوں پر جتنا ریٹ ہونا چاہئے تھا اس سے زیادہ ریٹ مانگنے جانیکی وجہ سے کام نہیں کیا جاسکا - مقامی لوگ یا پنچائتوں کی طرف سے اگر گورنمنٹ کے ریٹ پر ٹھیکہ مانگا گیا تو کیا حکومت ٹھیکہ دینے کے لئے تیار ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - خوشی کے ساتھ - پنچایت گاؤں والوں یا دیہات کے لوگوں کی طرف سے اگر ٹھیکہ مانگا جائے تو حکومت دینے کے لئے تیار ہے -

شری ایم - بچیا - عادل آباد ضلع سے اس قسم کی درخواستیں پیش کی گئیں تھیں - کیا آپ کو اس کے بارے میں معلومات ہیں ؟

شری مہدی نواز جنگ - مجھے معلوم نہیں ہے -

شری ایم - بچیا - کیا آپ اس بارے میں جانکاری حاصل کریں گے ؟

شری مہدی نواز جنگ - ہاں ضرور حاصل کرونگا -

شری نارائن راؤ نرسنگ راؤ - مرمت شدہ تالابوں میں ناندیڑ ضلع میں کتنے تالاب ہیں ؟

شری مہدی نواز جنگ - ناندیڑ میں ۱۶ تالاب ہیں -

Repairs to Purana Pool

*11 (51) *Shrimati S. Laxmi Bai* (Banswada): Will the hon: Minister for Public Works be pleased to state:

The reasons for not repairing the Purana Pool (Old Bridge) so far in spite of the great inconvenience caused to vehicular traffic since long?

شری مہدی نواز جنگ - یہ پل بہت پرانا ہوگیا تھا یہ بات صحیح ہے - اس پل کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی ہے - یہ بھی بات صحیح ہے کہ یہ کام تو بلدیہ کا ہے - یہ کام تعمیرات کا نہیں ہے - لیکن جب یہ دیکھا گیا کہ کارپوریشن اسکو پورا کرنیکے قابل نہیں ہے تو گورنمنٹ نے اس بات پر غور کیا کہ اسکو تعمیرات کی طرف سے شروع کیا جائے - لیکن اس میں سوال یہ ہے کہ اسکے لئے خاص مشنری کی ضرورت ہے اور وہ مشنری بمبئی میں صرف ایک کمپنی کے پاس ہے اور اسکی قیمت بھی زیادہ ہے - یہاں بھی ایک کمپنی نے اپنے ٹرمس دئے ہیں - جس کمپنی کے ٹرمس کم ہونگے اسکو گورنمنٹ ٹھیکہ دیگی - اسکی مرمت کیلئے جو خرچ ہوگا اسکا اندازہ ۵ لاکھ روپیے کا ہے - اسلئے اب سوال یہ ہے کہ نیا پل بنایا جائے یا پرانے ہی کو درست کیا جائے - نئے پل کیلئے ۱۲ لاکھ روپیے لگینگے - اسکے بارے میں کارروائی چل رہی ہے -

شریمتی لکشمی بائی - یہ کارروائی کب تک ختم ہوگی ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ کہنا مشکل ہے - دو چار مہینے میں طے ہونیکی امید ہے -

شریمتی لکشمی بائی - کیا آپ بتلاسکیے ہیں کہ پل نہ بننے سے لوگوں کو کتنی تکلیف ہوتی ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - بات یہ ہے کہ پل پر زیادہ ٹرافک نہیں ہے اور جو بھی ٹرافک ہے وہ سائیکل بیل گاڑی وغیرہ کی ہے - اس پر موٹر کی زیادہ ٹرافک نہیں ہے -

Growth of Weeds in Musi River

*12 (52) *Shrimati S. Laxmi Bai*: Will the hon. the Minister for Public Works be pleased to state:

(*a*) whether the Government are aware that unchecked growth of weeds in the Musi River bed in the Hyderabad City is a positive danger to the health of the residents in the vicinity?

(*b*) if so, what action do the Government intend taking in the matter?

شری مہدی نواز جنگ - موسی ندی میں بیل پھیلنے کا جو معاملہ ہے وہ ایک بلا ہی ہے - ہیلتھ ڈپارٹمنٹ اسکی طرف توجہ دے رہا ہے کہ اسکو جلد صاف کیا جائے - یہ ایک ایسی بلا ہے جو رکنے نہیں پاتی -

شریمتی یس - لکشمی بائی - لوگوں کو اس سے کتنی تکالیف ہوتی ہے - کیا گورنمنٹ یہ نہیں چاہتی کہ اس کے پاس رہنے والے سکھ سے رہیں ؟

مسٹر اسپیکر - جواب تو دیا گیا ہے کہ گورنمنٹ محسوس کرتی ہے کہ لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے -

شریمتی یس - لکشمی بائی - لیکن اگر یہی کام پہلے کیا جاتا تو ۱۰۰ یا ۲۰۰ روپیے میں ہوجاتا - لیکن اب اسکو صاف کرنے میں بہت زیادہ روپیہ لگیگا - دوسری بات یہ ہے کہ اب اس میں پانی کا بوند بھی نہیں ہے اور گندگی بڑھتے چلی جارہی ہے -

Employment at Nanalnagar

*13(55) *Shri Ch. Venkatram Rao*: Will the hon. the Minister for Public Works be pleased to state:

(*a*) whether the P. W. D. gang workers were employed at Nanalnagar township temporarily constructed near

Golconda to work day and night, during December, 1952 and January, 1953 ?

(*b*) the justification for such employment ?

(*c*) whether there was any agreement between the Congress Party and the Department concerned in regard to remuneration to these workers ?

شری مہدی نواز جنگ - نانل نگر کے کام بر پی - ڈبلیو - ڈی گیانگ کے مزدوروں کو نہیں رکھا گیا تھا - لیکن وھاں کے گیانگ میں جو کام کرنے والے تھے انکو وھاں کی سڑکوں کی مرمت کیلئے رکھا گیا تھا - اور سڑکوں کو ٹھیک رکھنے کیلئے ایسا کرنا ضروری بھی تھا - کانگریس پارٹی اور پی - ڈبلیو - ڈی کے درمیان کوئی سمجھوتہ معاوضہ کے متعلق نہیں ہوا تھا -

شری سی - ایچ - وینکٹ رام راؤ - نانل نگر میں جو مزدور سڑکوں پر کام کررہے تھے انکو اندر کام کرنیکے لئے بھیجا گیا تھا - کیا یہ صحیح نہیں ھے ؟ اور اسکے بارے میں کیا کوئی میمورنڈم بھیجا گیا تھا ؟

شری مہدی نواز جنگ - ایسا نہیں ہوا ھے -

شری سی - ایچ - وینکٹ رام راؤ - کنشٹا سکشن افسر کے پاس اسکے بارے میں ایک درخواست دیگئی تھی اور جس دن یہ درخواست دیگئی اسی دن کیا ۱۸ گیانگ ورکرس کو ۴ دن کی غیر حاضری میں نہیں ڈالا گیا ؟

شری مہدی نواز جنگ - میں اس سے واقف نہیں ھوں - اسکے بارے میں دریافت کرونگا -

شری وی - ڈی - ڈیشپانڈے - کیا یہ صحیح نہیں ھے کہ کانگریس سشن کے دوران میں پی - ڈبلیو - ڈی کے افسروں کو فلاں فلاں کام ھے وہ کیاجائے اسطرح کے احکام دئے گئے تھے ؟

شری مہدی نواز جنگ - پی - ڈبلیو - ڈی محکمہ کی اجازت سے ٹاؤن پلاننگ کے کام میں اسٹاف نے حصہ لیا ھے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اسطرح کا پرائیوٹ کام کرنیکے لئے اسٹاف کو اجازت کیسے دیگئی ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ کام اس قدر عظیم الشان تھا اور اتنے بڑے پیمانے پر ہورہا تھا کہ اگر انجنیر اس میں مدد نہ کرتے تو یہ افسوس کی بات ھوتی -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا آپ اس کو سرکاری پیسہ سرکاری آفیسرس اور سرکاری انرجی (Energy) کا غلط استعمال نہیں سمجھتے ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ کام کسی پولیٹیکل پارٹی کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہیں کیا گیا بلکہ یہ دیکھتے ہوئے کہ سرکاری کام کو ساقط کئے بغیر ایک بڑا کام انجام دیا جاسکتا ہے اس کام کی انجام دہی میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی گئی - اور میں اسکا یقین دلاتا ہوں کہ اگر ایسا ہی کوئی بہت بڑا کام کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے انجام پائے تو اس میں بھی ضرور مدد کی جائیگی -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا آنریبل منسٹر حکومت کی طرف سے جاری کئے ہوئے اس سرکیولر (Circular) کو واپس لے لینگے جس میں سرکاری ملازمین کو یہ ہدایت کیگئی ہے کہ وہ پولیٹکل پارٹیز کے کاموں میں حصہ نہیں لے سکتے ؟

شری مہدی نواز جنگ - اس سرکیولر کا منشاء جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ سرکاری ملازمین سیاسی مسائل اور سیاسی مباحث میں حصہ لیں یا پولیٹکل پارٹیز کی طرفداری کریں یا ان کی کوئی ذمہ داری قبول کریں تو یہ قابل اعتراض بات ہے - چنانچہ خود میرے دفتر کے کسی عہدہ دار نے کانگریس سشن میں شرکت نہیں کی - جب یہ سوال پیدا ہوا تو انہیں روکا گیا کیونکہ اس کی اجازت نہیں ہے صرف ایک عہدہ دار نے اپنے فن سے فائدہ پہنچایا ہے اور سوشیل سرویس کے طور پر یہ کام کیا گیا اور اسے ملحوظ رکھا گیا کہ گورنمنٹ کا کام کسی طرح متاثر نہو -

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا گیانگ مین سے سڑکوں کے کنارے جھاڑ لگانے کا کام بھی لیا جاتا ہے ؟

شری مہدی نواز جنگ - کام کرنے کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے - جو بھی کام ہو اسے کرنا چاہئے -

شری گنپت راؤ واگھمارے - کیا اسکی وجہ سے گیانگ مین پر بار نہیں پڑا ؟

شری مہدی نواز جنگ - یہ خیال غلط ہے -

شری جی - ہنمنت راؤ - اسطرح گیانگ مین سے جو کام اوور ٹائیم (Overtime) لیا گیا کیا اسکے لئے انہیں کوئی معاوضہ دیا گیا ؟

شری مہدی نواز جنگ - اگر اوورٹائیم کام لیا گیا ہے تو اسکے ویجس (Wages) بھی دئے گئے ہونگے - اسلئے کہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں گیانگ کے مزدور کوئی زیادہ کام بلامعاوضہ قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہونگے -

شری جی - ہنمنت راؤ - میں نے خود دیکھا ہے کہ ان سے اوورٹائم کام لیا گیا ہے -

مسٹر اسپیکر - خیر انہوں نے کہدیا ہے -

The Member will give notice and the Minister will make enquiries.

Unstarred Questions and Answers

Receipts of Revenue and Expenditure

2 (8) *Shri G. Hanumanth Rao* (Mulug) : Will the hon. the Minister for Finance be pleased to state :

The Taluq-wise total receipts of revenue and expenditure in the State ?

Dr. G. S. Melkote : As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course.

Income and Expenditure

3 (9) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

The Taluq-wise income and expenditure on the following heads.

1. Land Revenue
2. Excise
3. Forests.

Dr. G. S. Melkote : As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course :

4 (10) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Finance be pleased to state :

The district-wise income and expenditure on the following heads :

1. Land Revenue 2. Excise 3. Forest 4. Irrigation 5. Police 6. Education 7. Income-Tax 8. Sales Tax 9. Other Taxes & Duties 10. Stamps 11. Registration 12. Motor Vehicles 13. Interests 14. Justice 15. Jails 16. Medical 17. Public Health and Veterinary 18. Co-operation 19. Industries 20. Civil Works 21. Electricity 22. Famine relief 23. General Administration 24. Miscellaneous heads.

Dr. G. S. Melkote: As the information required is not readily available in the Finance Department, it has been called from the districts and will be placed before the House in due course.

Schools

5 (6) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(*a*) the number of Primary, Middle and High Schools in each taluq ?

(*b*) the number of boys and girls respectively attending each of the variety of schools in each taluq during the years 1949-50, 1950-51 and 1951-52 ?

(*c*) the number of teachers employed (1) full time (2) part time in each taluq ?

(*d*) annual expenditure on these schools in each taluq ?

(*e*) the number of aided schools in each taluq and the grant-in-aid given to each of them ?

(*f*) the number of Intermediate and Degree Colleges in each district of the State ?

(*g*) the number of boys and girls respectively studying in each of such Colleges during the years 1949-50, 1950-51 and 1951-52 ?

Shri Devisingh Chauhan : (*a*) to (*e*)–The information has been called for and it will take some time to collect it. It will be laid on the table as soon as it has been collected.

(*f*) & (*g*) : Information relating to Colleges is given in the statement annexed for the year 1952-53. Information for the previous years is being collected and will be laid on the table as soon as it has been received.

[Statement.

Statement showing the Number of Students, Scholars and Expenditure of the Colleges of the Osmania University.

District	No. of Students			No. of Teachers			Expenditure for the year 1952-53	No. of Colleges Intermediate		Degree
	Men	Women	Total	Full time	Part time	Total		Govt	Private	
1. Hyderabad City (Constituent)	8396	1200	9,596	512	73	585	54,44,282	4	..	4 (Govt.)
2. Hyderabad City (Affiliated) .. .	272	.	272	24	.	24	.	..	2	
3. Aurangabad (Constituent)	238	3	241	18	.	18	1,60,591	1	.	.
4. Aurangabad (Affiliated) .. .	263	16	279	19	.	19	..	.	1	
5. Gulbarga (Constituent)	291	5	296	17	..	17	1,63,200	1	.	..
6. Warangal (Constituent)	375	.	375	21	.	21	1,53,002	1	..	
7. Nanded (Affiliated)	160	..	160	11	.	11	.	..	1	.
Total ..	9,995	1,224	11,219	622	73	695	59,21,075	7	4	4

6 (7) *Shri G. Hanumanth Rao* : Will the hon. Minister for Public Health, Medical and Education be pleased to state :

(*a*) whether the Government have appointed any Committee to conduct research and write books in regional languages and on technical subjects, and,

(*b*) if so, the names of the members of the Committee?

(*c*) the number of books published by the Committee including their titles ?

(*d*) if otherwise, the reasons for not appointing such Committees ?

Shri Devi Singh Chauhan : (*a*) The answer is in the negative.

(*b*) The question does not arise.

(*c*) Does not arise.

(*d*) The Government has not so far considered it necessary to do so.

Business of the House

Mr. Speaker : I want to bring one fact to the notice of the House. My office has received a letter to-day from the Secretary, Railway Local Advisory Committee, Secunderabad, stating that the vacancy caused by Mr. Lakshminivas Ganerival's election to Hyderabad Legislative Assembly having been declared void, need not be filled in for the time being.

اس لیٹر کے ذریعه یه لکھا گیا ھے که اس مخلوعه جائداد کو نه بھرا جائے ۔ یه لیٹر چونکه پہلے وصول نہیں ھوا تھا اسلئے نامنیشن پیپرس (Nomination Papers) مانگے گئے تھے ۔ اب یه لیٹر آیا ھے اسلئے نامنیشن پیپرس کی ضرورت باقی نہیں رھتی ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ اڈوائیزری بورڈس (Advisory Boards) پر جو لوگ لئے جاتے ھیں وہ اسٹیاٹیوٹری رولس (Statutory Rules) کے تحت منتخب ھوتے ھیں ۔ مگر رولس میں کیا ایسا کوئی پراویژن (Provision) ھے که اگر کوئی ویکنسی (Vacancy) نکلے تو اسے فل اپ (Fill up) نه کرنیکا انہیں ادھیکار (अधिकार) ھے ؟ اسکا لیگل پوزیشن (Legal Position) کلیر (Clear) کیا جانا تو بہتر ھوتا ۔

Mr. Speaker : The next item is : 'Presentation of the Report of the Committee on Petitions.'

Shri Pampangowda (Manvi) : I, the Chairman of the Committee on Petitions beg to present this Report to the House.

(The Report was laid on the table of the House)

Mr. Speaker : The Report reads thus :

Petition No. 1.

The subject matter is 'the withdrawal of food subsidies by the Central Government to various States thereby causing a rise in the level of food prices.'

This petition is signed by nine persons and is in conformity with the Rules.

The Committee decided that a summary of this petition may be circulated among all the members.

Petition No. 2.

The subject matter is 'granting of Patta of 117 acres of land, which were given on lease to the Harijans of Gaganpahad village, Hyderabad West taluq, Hyderabad district to Shri Madhusudan Rao, nephew of the Chief Minister.'

This petition is signed by 29 persons and is in conformity with the Rules.

The Committee decided that this petition may be circulated among all the members.

اس بارے میں رول (۲ ۱ ۲) ہے - جسطرح کہ رپورٹ میں کہا گیا ہے - اسے سرکولیٹ کروایا جائیگا -

Discussion on the Motion, for presenting the Address of Thanks to the Rajpramukh

Mr. Speaker : The next item is : Discussion on the motion moved by Shri Sripadrao Nevasekar on 2nd March, 1953.

Now the point is there are about 29 amendments to be moved. I would like to know whether the House wants to

have first general discussion on the Motion or after moving the amendments. The Rules are not quite clear on the point.

Rule 13 reads as follows :

'After the Rajpramukh has delivered the address, a motion may be made by any member of the Assembly that an address be presented to the Rajpramukh expressing thanks of the Assembly for his address.'

Rule 14 :

(1) The motion shall be taken into consideration on a subsequent day or days to be appointed by the Speaker for the purpose and the Assembly may then discuss generally the matters referred to in the address.

(2) Amendments may be moved to the motion by way of additions at the end of the motion for raising questions of public policy.

اس میں یہ نہیں ہے کہ (The amendments may then be moved.) کیا ہاؤس یہ مناسب سمجھتا ہے کہ پہلے امنڈمنٹ موو ہوجائیں اور موشن اور امنڈمنٹس دونوں پر ایک ساتھ ڈسکشن ہو ؟ ورنہ یہ ہوگا کہ اگر موشن پر ہی زیادہ وقت لے لیا جائے تو جو امنڈمنٹس پیش ہوئے ہیں ان کے لئے وقت نہیں رہیگا ۔ ہمارے پاس ۲۹ امنڈمنٹس ہیں ۔ اگر ہر امنڈمنٹ کیلئے دو دو یا ایک ایک ہی منٹ پڑھنے کیلئے رکھا جائے تو کم از کم تقریباً ایک گھنٹہ لگ جائیگا ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ وقت ہمیں کسی نہ کسی موقع پر نکالنا ہی ہوگا ۔ اس سے پہلے یہ ہوا تھا کہ جنرل ڈسکشن پہلے رکھا گیا تھا اور اس کے بعد امنڈمنٹس کیلئے وقت رکھا گیا تھا ۔ لیکن اس وقت یہ ہوا تھا کہ امنڈمنٹس پیش نہیں ہوئے تھے ۔ اگر اس وقت بھی چند امنڈمنٹس پیش نہ ہوں تو یہ وقت کافی ہوسکتا ہے لیکن سب ہی امنڈمنٹس موو (Move) ہونے والے ہیں ۔

شری وی ۔ ڈی ۔ دیشپانڈے ۔ میرا خیال ہے کہ جنرل ڈسکشن کے بعد ممکن ہے کچھ امنڈمنٹس نہ لئے جائیں ۔

Mr. Speaker : Let us hope so.

تو پھر جنرل ڈسکشن ہوگا ۔ جنرل ڈسکشن کیلئے وقت کا بھی تعین ہو تو مناسب ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ہر ممبر کو زیادہ سے زیادہ ۱۰ تا ۱۵ منٹ لینا چاہئے ۔ ہوتا یہ ہے کہ ایک دو ممبرس ہی بہت زیادہ وقت لے لیتے ہیں ۔ اور بقیہ ممبرس کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ انہیں کافی وقت نہیں دیا گیا ۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ ساڑھے چار تک

هم جنرل ڈسکشن ختم کرلینگے اسکے بعد امنڈمنٹس موو کئے جائینگے - اور پھر ان پر ڈسکشن هوگا -

شری وی - ڈی - دشپانڈے - مسٹر اسپیکر سر - اس هاؤس کے سامنے پہلی مرتبہ جب حکومت کی پالیسی راج پرمکھ کے اڈریس (Address) کی صورت میں آئی تھی تو اسوقت میں نے اپنے خیالات ظاهر کرتے هوئے یه کہا تھا که میں هاؤس میں ایک ان ریل اٹما سفیر (Unreal atmosphere) پاتا هوں - اڈریس میں یه کہا گیا تھا کہ ایک انقلاب کے بعد یه منتخبه اسمبلی یہاں جمع هوئی هے لیکن پالیسی اسٹیٹمنٹ سے یه بات ظاهر نہیں هوتی - اور جب میں یه پالیسی اسٹیٹمنٹ پڑھتا هوں تو مجھے ایسا معلوم هوتا هے که آج کی حکومت کی پارٹی اس اسٹیٹمنٹ سے بھی بہت زیادہ دور گئی هے - جب اسمبلی میں حکومت اپنی پالیسی اسٹیٹمنٹ کا اظہار کرتی هے تو اس میں اپنے معاشی اور سیاسی پروگرام کو هاؤس کے سامنے رکھتی هے - لیکن میں نے اس اڈریس کو پڑھنے کے بعد یه محسوس کیا هے که موجودہ حکمران پارٹی کے پاس کوئی سیاسی پروگرام باقی هی نہیں رها هے - هم جانتے هیں که گذشته زمانه میں اهم واقعات هوئے هیں - پٹی سری راملو کے دیہانت ( ) کے بعد همارے هی بازو میں ایک آندھرا ریاست قائم هونے والی هے - اور حیدرآباد میں بھی تمام لوگ یه چاهتے هیں که لسانی بنیادوں پر صوبے هونا چاهئے - اتنا هی نہیں بلکه حال هی میں کانگریس کے سالانه اجلاس میں رسپشن کمیٹی (Reception Committee) نے یه کہا هے که

....."As Hyderabad State is constituted of three linguistic areas its future is linked up with the impending linguistic provinces and it assumes national significance. The artificial barriers will have to disappear some day or other and the Congress will have to solve this problem also though we, the people of Hyderabad, should have a say in this matter........"

اس طرح انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا هے اور ساتھ هی ساتھ آندھرا اسٹیٹ کے بارے میں بھی یه کہا هے که

....."We on this side of the country have hailed the announcement of the Prime Minister in this connection as a step in the direction which would go to satisfy a formidable section of the people in this country......"

اس طرح عوام یه چاهتے هیں که جلد سے جلد جس طرح آندھرا اسٹیٹ قائم هونے والا هے اسی طرح وشال آندھرا (विशाल आन्ध्र) سینکت مہاراشٹرا (संयुक्त महाराष्ट्र) اور سینکت کرناٹک (संयुक्त कर्नाटक) بھی قائم هونا چاهئے - لیکن حکومت کی طرف سے جو پالیسی اسٹیٹمنٹ آیا هے اس میں حکومت اس کا ذکر تک کرنا نہیں چاهتی - کیا اس سے هم یه نتیجه نہیں نکال سکتے که اس کا انٹر نل کرائیسس (Internal crisis) اتنا بڑھ گیا هے که وہ عوام کے

سب سے بڑے سوال کا ذکر تک کرنا نہیں چاہتی - یہی نہیں بلکہ یہ بھی ہونے والا ہے کہ
حیدرآباد کے تلگو اسپیکنگ ایریا (Telugu speaking area) کو
آندھرا اسٹیٹ میں ملا لیا جائے تا کہ وشال آندھرا اور سنکت مہاراشٹرا پیدا ہو سکیں
لیکن آج کی حکومت اس کے خلاف سرکیولر نکالتی ہے سو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ
ایسا کوئی سیاسی پہلو خطبہ میں ھی نہ رہے اور نہ میں اس کو خطبہ میں پاتا ہوں -
اس کے بعد دوسری اہم چیز جس کے متعلق عوام رات دن سوچتے ہیں وہ راج پرمکھ کے
ادارہ سے متعلق ہے - جس طرح لنگوسٹک پراونسس کے بارے میں کہا گیا اسی طرح آج
کانگریس وردنگ کمیٹی نے کہا ہے کہ:

" ......We feel that the rulers of the States who had waged wars against the people should not continue any longer as the Rajpramukhs. This institution of the Rajpramukhs is a misnomer in a democratic age. Whatever be the justification for creating this institution in a set of circumstances existing then, when a democratic regime has come into existence on the basis of adult franchise, the continuance of this pattern is rather unwholesome........ Speaking on behalf of ten crores of the people of erstwhile Indian States, I wish to say that the institution of the Rajpramukhs should be done away with at the earliest and in its stead, the institution of the Governor, drawn from those known for their service in the cause of the nation, should come into vogue........"

اس طرح خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن ہاؤس میں جب ایسے تمام اہم سوالات آتے ہیں
تو یہ محسوس نہیں کیا جاتا کہ عوام کے اس سلسلہ میں کیا خیالات ہیں اور یہ خیال نہیں کیا
جاتا کہ اُن کے صدر کے خیالات کی ترجمانی کی جائے - یہی وجہ ہے کہ اس خطبہ کے آخر
میں جو ذکر ہے وہ اسطرح کا ہے -

".....My Government is doing its best to stimulate and accelerate the economic regeneration of the State....."
یعنی اس میں صرف اکنامک ریجنریشن (Economic regeneration) کے سوا
اور کوئی بات ھی نہیں ہو سکتی - کیا اس کے سوا عوام کی کوئی مانگ ھی نہیں ہے لیکن آج کی
حکومت ان مسائل کو محسوس ھی نہیں کر رھی ہے - میں اس اڈریس میں اس قسم کی کمی پاتا ہوں -

اگر آج کی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ عوام کی ترجمانی کر رھی ہے تو میں یہ
پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیوں اس خطبہ میں اسکا ذکر نہیں ہے اور کیوں حکومت ایسے اہم
سوالات کو نظر انداز کر رھی ہے ؟ جب اس اہم سوال کے سلسلہ میں میں نے کانگریسی
ایم ایل ایز سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ اگر ایسے پراونسس بنائے جائیں تو
پنچ سالہ منصوبہ پورا نہوگا - لیکن میرا یہ خیال ہے کہ سدرن انڈیا (Southern India)
کا ری انٹیگریشن (Re-integration) ہونا چاہئے کیونکہ

وهاں مختلف زبان بولنے والے ہیں اور جس علاقہ میں جو زبان زیادہ بولی جاتی ہے اسکے
اعتبار سے صوبے بنائے جائیں تو پنچ سالہ منصوبہ پر بھی اچھی طرح عمل ہوگا ۔ جن
علاقوں کے متعلق یہ سوجا جا رہا ہے کہ وہاں پنچ سالہ منصوبہ پر عمل نہیں ہورہا اسکی
وجہ یہی ہے کہ وہاں زبان کے لحاظ سے نا انصافی کی گئی ہے ۔ مثال کے طور پر حیدر آباد
ہی کو لیجئے جسکا ہاؤس میں کئی مرتبہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ تلنگانہ میں جتنے پراجکٹس
اور اسکیمات لائی گئی اور اس پر جتنا پیسہ خرچ کیا گیا ہے یہاں جتنے اسکول کھولے گئے ہیں
اور فلاح و بہبود کے کام کئے گئے ہیں اتنے اسکیمات کرناٹک اور مرہٹواڑہ کے علاقوں میں
نہیں لائے گئے ۔ یہی حال مدراس کا ہے ۔ آندھراز کی بہبودی کے کام نہیں کئے گئے ۔ اور
یہی وہ حالات ہیں جسکی وجہ سے پنج سالہ منصوبہ عمل میں نہیں آسکا ہے کیونکہ اسٹیٹ
کے وہ حصے جن پر کافی خرچہ نہیں ہورہا ہے وہ انتھوزیاسٹیکلی (Enthusiastically)
اس میں حصہ نہیں لے رہے ہیں ۔ اس وجہ سے بھی یہ ضروری ہے کہ لسانی لحاظ سے صوبہ
بنائے جائیں لیکن جو وسٹڈ انٹرسٹس (Vested interests) ہیں وہ نہیں
چاہتے کہ لسانی صوبے بنائے جائیں ۔ میں ادباً یہ عرض کرونگا کہ لسانی صوبوں کی
تشکیل سے فیڈرل اسٹرکچر (Federal structure) پر کوئی اثر نہیں پڑیگا بلکہ
اس سے یہ ہوگا کہ ایک علاقہ میں جو زبان زیادہ سے زیادہ بولی جاتی ہے وہاں کے رہنے
والوں کو پھولنے پھلنے کا موقع ملیگا ۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہونگا کہ اگر ہم حقیقت میں
عوام کی حکومت لانا چاہتے ہیں تو عوام کو حکومت کے کاروبار میں حصہ لینے کا بھی
موقع ملنا چاہئے اور جب تک راج کے کاروبار خود عوام نہیں چلاتے حکومت عوامی نہیں
کہلائی جاسکتی ۔ اس ہاؤس میں ہم جیسے صرف چند ہی آنریبل ممبرس ہونگے جو اردو
اور انگریزی جانتے ہیں لیکن مرہٹواڑہ اور کرناٹک سے جو کسان منتخب ہوکر یہاں آئے
ہیں وہ ہاؤس کی زبان سے واقف نہیں ہیں اسلئے وہ ہاؤس کے کاروبار میں حصہ نہیں لے سکتے ۔
میونسپالٹیز کا بھی یہی حال ہے کیونکہ وہاں انگریزی زبان ہے اور وہاں ہمارے جو
ممبرس منتخب ہوکر آئے وہ انگریزی نہیں جانتے ۔ اس وجہ سے میں یہ عرض کرونگا
کہ زبان کے تعلق سے بنیادی تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ جب تک عوام کی زبان میں
راج کے کاروبار نہیں چلتے اسوقت تک پیپلز رول (People's Rule) یا عوامی راج
بھی قائم نہیں کیا جاسکتا ۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جسکی طرف توجہ نہیں دی گئی ہے ۔
یہ کہا جاتا ہے کہ ہم دستور کے تحت کچھ نہیں کرسکتے لیکن میں کہونگا کہ ہم دستور
کو مانتے ہوئے بھی کچھ تو کرسکتے ہیں ۔ مثال کے طور پر حکومت حیدر آباد ایک ایسا
بونڈری کمیشن قائم کرسکتی ہے جو زبان کے لحاظ سے حیدر آباد کے تین علحدہ علحدہ
علاقے قائم کرسکتا ہے اور وہ اپنا کام تلگو ۔ مرہٹی اور کنڑی میں کرسکتے ہیں ۔ ایسا
اسٹپ (Step) لیا جاسکتا ہے ۔ ایسا قدم حکومت اس وجہ سے نہیں اٹھاتی کہ اس
سے الگ الگ علاقے قائم ہوجائینگے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ دن دور
نہیں جبکہ وشال آندھرا ۔ سینکت مہاراشٹر اور کرناٹک کے علاقے وجود میں آئینگے

(Cheers)اس وجہ سے میں حکومت سے اپیل کرونگا کہ زمانہ کے تقاضوں کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ حالات کو سمجھتے ہوئے حکومت عمل کرے تو یہی دانشمندی اور عقلمندی کا کام ہوگا - (Cheers)

اسیطرح میں یہ عرض کرونگا کہ ہم راج پرمکھ سسٹم (Rajpramukh system) کو برداشت نہیں کرسکتے - اسکے یہ معنے نہیں کہ ہم حکومت ہند کے دستور کو نہیں مانتے - جسطرح ہم جمہوریت کو مانتے ہیں الکسن کو مانتے ہیں عوامی راج کو مانتے ہیں اسیطرح دستور کو بھی مانتے ہیں - میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دستور میں بھی تبدیلی کیجائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کے خلاف مطالبہ نہیں ہے - اسلئے میں اس معزز رکن سے ادباً یہ عرض کرونگا کہ ہم نے ہندوستان میں جد وجہد کے ذریعہ آزادی حاصل کی ہے اور ایسی ہی جدوجہد کے ذریعہ حیدرآباد کے چوکھٹے اور نظام میں بھی تبدیلی لائی گئی ہے - جب وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جد وجہد اور اتحاد کی وجہ سے ہی یہ تبدیلی لائی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ زمانہ کا جو تقاضا ہے اور زمانہ کی جو رفتار ہے اوس کا اندازہ کئے بغیر صرف قانونی کتابوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لینا کہ ان کی وجہ سے تبدیلی آسکتی ہے یا آرہی ہے غلط ہے - دس کئی سال کا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ عوامی جد و جہد کے نتیجہ کے طور پر ایسی تبدیلیاں عمل میں آتی ہیں - ایسی جد وجہد سے بڑے سے بڑے دستور میں تبدیلی ہوسکتی ہے -

میں پھر اس کا ذکر نہیں کرونگا کہ ہماری حکومت صدیوں کا بوجھ لئے چل رہی ہے - میں اس کا بھی ذکر کرونگا کہ ایک کروڑ روپیہ نظام کو کیوں دیا جارہا ہے - میں ان دو کروڑ روپیوں کا بھی ذکر کرونگا جو بہ طور معاوضہ جاگیرداروں کو دیا جاتا ہے - لیکن یہ بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ تمام بوجھ سر پر رکھے ہوئے اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ عوام کو فائدہ پہنچاسکیگی تو یہ غلط فہمی ہوگی - یہ تمام بوجھ سر پر رکھے ہوئے ہماری حکومت لڑکھڑاتی ہوئی چل رہی ہے اور اوس کو قدم قدم پر گھٹنے ٹیکنا پڑرہا ہے - یہ بات تو نہیں دیکھی جاتی لیکن کہا جاتا ہے کہ فینانشیل حالات کی وجہ سے ہم اپنے ارادوں کو پورا نہیں کرسکتے - لیکن مجھے عرض کرنا ہے کہ عوام - کسان مزدور اور متوسط طبقہ ملکر اکنامک لمیٹیشن (Economic limitation) کو دور کرسکتا ہے لیکن یہاں یہ حال ہے کہ آج کی حکومت پر عوام کو بھروسہ نہیں رہا - کسانوں مزدوروں اور ٹائلنگ ماسس (Toiling masses) کی جد وجہد کی وجہ سے حکومت نے باگ ڈور سنبھالی ہے لیکن اس حکومت پر عوام کو بھروسہ نہیں رہا - حکومت یہ سمجھتی ہے کہ جب تک اکنامک لمیٹیشن درست نہ ہو حالات درست نہیں ہوسکتے - کل ہی چند معزز دوستوں سے کچھ تذکرہ ہورہا تھا - انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو زمیندار اور سرمایہ دار ریولٹ (Revolt) کردینگے - میں نے کہا کہ زمیندار اور سرمایہ دار ہندوستان یا حیدرآباد میں کتنے ہیں ؟ چند مٹھی بھر ہیں - اون کے لئے آپ سوچتے ہیں لیکن وہ لاکھوں اور کروڑوں کسان - مزدور - متوسط طبقہ کے

لوگ جو چاھتے ھیں کہ انہیں زمین ملے ۔ روزگار ملے ۔ خوشحالی نصیب ھو اون پر تو توجہ نہیں کی جاتی ھے ۔ مجھے یقین ھے کہ ان لوگوں کے اتحاد سے ھم حکومت ھند پر پریسر (Pressure) ڈال سکیں ھیں تا کہ وہ راج پرمکھ سسٹم ختم کردے جاگیرداروں کا معاوضہ بند کردے اور ایک کروڑ روپیہ جو بطور معاوضہ نظام کو دیا جاتا ھے وہ بھی بند کردے ۔ لیکن میں پوچھتا ھوں کہ کیا آج کی حکومت یا اوس کے رھنما اس چیز کو قبول کرنے تیار ھیں ؟ کیا وہ اس کو اکسپٹ (Accept) کرنے تیار ھیں ؟ درحقیقت یہ ایک اھم سوال ھے ۔ آج کی حکومت نے خود اپنی ذھنیت نہیں بدلی ۔ وہ عوام کی طاقت کو ساتھ لیکر آگے بڑھنے کے لئے تیار نہیں ھے کیونکہ عوام کو اوس پر بھروسہ نہیں رھا ۔ یہی وجہ ھے کہ حکومت اپنے آپ کو کمزور پاتی ھے ۔ اس وجہ سے میں یہ عرض کرونگا کہ جب تک ان تمام باتوں کو حل نہ کیا جائیگا جب تک اوس تمام بوجھ کو جو اس کے سر پر ھے نہ نکال دیا جائیگا حالات درست نہیں ھوسکتے اور نہ ھم حیدرآباد میں خوشحال زندگی گزار سکتے ھیں ۔ جب تک یہ بوجھ نہ اتارا جائیگا ھماری معاشی حالت درست نہیں ھوسکتی ۔ اگر ھم اتحاد سے کام لیں تو مشکلات حل ھوسکتی ھیں ۔ مثال کے طور پر میں کہونگا کہ جب حیدرآباد کا فینانشل انٹگریشن (Financial integration) ھوا تو اوس وقت اس نقصان کو پورے ھاؤس نے محسوس کیا اور ایک آواز ھو کر حکومت ھند سے ھم نے کہا کہ اس سلسلہ میں ھمارے ساتھ ناانصافی کیگئی ھے ۔ فینانشیل انٹگریشن کے تحت ھمارے بڑے بڑے ری سورسس (Resources) لے لئے گئے ھیں جن کا معاوضہ ھمیں نہیں دیا گیا ۔ یہ آواز ھم نے متحدہ طور پر اٹھائی تھی جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ حکومت ھند کو اس چیز کو محسوس کرنا پڑا اور ھماری مانگوں کو کسی حد تک ماننا پڑا ۔ پھر بھی میں کہونگا کہ آج کی حکومت نے موثر آواز نہیں اٹھائی جسکی وجہ سے بعض مانگیں پوری نہ ھوسکیں ۔ اگر اس سلسلہ میں بھی ھم متحدہ طور پر اپنی آواز حکومت ھند تک پہنچائیں تو اوس کو یہ ماننا پڑیگا اور ھمارے اندرونی معاملات اور فینانشیل ڈیفکلٹیز (Financial difficulties) کے سلسلہ میں ھماری مدد کرنا پڑیگا ۔ ان چند باتوں کو اگر دھیان میں رکھتے ھوئے ھم آگے بڑھینگے تو میں سمجھتا ھوں کہ ھمارے سوالات حل ھوسکینگے ۔

میں اب ایک دو چیزیں ھاؤس کے سامنے رکھتے ھوئے اپنی تقریر ختم کرتا ھوں ۔

اس میں عوام کو اور خاص کر کاشتکاروں کو زمین دلانے کے لئے قدم اٹھایا گیا ھے ۔ پوری تفصیل تو میں اوس وقت بیان کرونگا جب وہ بلز (Bills) ڈسکشن (Discussion) کے لئے آجائینگے ۔ لیکن جو اھم سوال میں پوچھنا چاھتا ھوں وہ یہ ھے کہ اس سلسلہ میں جو میگزیمم لمٹ (Maximum limit) رکھی گئی ھے اوس کے تحت کتنی زمین کسان کو ملے گی ۔ جو اعداد و شمار ملے ھیں اون سے پتہ چلتا ھے کہ اگر دو سو ایکڑ میگزیمم لمٹ (Maximum limit) رکھی جاتی ھے تو شائد

لاکھ ایکڑ زمین باقی رہ سکتی ہے جو کوآپریٹیو یا اور دیگر ذریعہ سے کسانوں کو دیجاسکیگی ۔ اگر سو ایکڑ میگزیمم لمٹ رکھی جائے تو ۱۲ لاکھ ایکڑ زمین کسانوں کو دیجاسکتی ہے۔ لیکن اس قانون کے اندر جو ایوکسن (Eviction) کے حقوق دئے گئے ہیں اوس کے تحت کتنی زمین قولداروں کو واپس ملے گی ؟

اگر ایک فیملی ہولڈنگ ہو تو وہ قولداروں سے جو معیار مقرر کیا گیا ہے اوسکے مطابق زمین حاصل کرسکتا ہے اور اگر دو فیملی ہولڈنگ ہو تو اس میں جو ہولڈنگ رکھی گئی ہے (۴۴) ایکڑ کی اوس میں سے ۲۲ ایکڑ وہ حاصل کرسکتا ہے ۔ بعض کے پاس تین فیملی ہولڈنگ ہیں تو وہ ایک فیملی ہولڈنگ زمین قولداروں سے حاصل کرسکتا ہے ۔

اس خطبہ میں جیسا کہ کہا گیا ہے ۲ لاکھ پروٹکٹڈ ٹیننٹس (Protected tenants) ہیں اون کے پاس ۷۰ لاکھ ایکڑ زمین ہے ۔ میں نے ماہرین سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ایوکشن کا قانون عمل میں لانے کے بعد ۴ لاکھ پروٹکٹڈ ٹیننٹس سے زمیندار اپنی زمین واپس حاصل کرسکینگے ۔ اس کے معنی یہ ہونگے کہ اون کے پاس جو ۷۰ لاکھ ایکڑ زمین ہے اوس میں سے آدھے سے زیادہ زمین ایوکسن کے قانون کے تحت جو حقوق زمینداروں کو حاصل رہینگے اوسکی بناء پر زمینداروں کو واپس ملیگی ۔ اگر میگزیمم لمٹ ۱۸ لاکھ رکھی جائے تو اسکی وجہ سے آگے بھی اون کو زمین ملے گی یا نہیں یہ معلوم نہیں ۔ جو قانون ہمارے سامنے ہے اوس کے تحت ایوکشن کو لیگلائز (Legalise) کرنے کے بعد اگر حکومت کسانوں کو زمینات دینے کے لئے تیار رہے تو میں بہت شوق سے اوس کی تفصیلات سننے کے لئے تیار رہوں ۔ کیا سچ سچ اس قانون کے تحت کسانوں کو زمین ملیگی یا نہیں ملے گی میں اوس کو خوشی کے ساتھ سنونگا ۔ اس قانون کی وجہ سے بہت بڑے پیمانے پر ایوکشن (Eviction) ہونے والا ہے ۔ جن قیمتوں کا اس قانون میں تعین کیا گیا ہے یعنی ساٹھ گونہ مالگزاری کا جو میگزیمم (Maximum) مقرر کیا گیا ہے اسکی بجائے لینڈ اکریزیشن کمیٹی (Land Acquisition Committee) مقرر کیجائے تو وہ بازاری قیمتوں کے تحت زمین خرید سکیگی ۔ ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت غور کرے تو مناسب ہے ۔ حیدرآباد کے کسانوں کی مسلسل جد وجہد کے بعد یہ قانون ہمارے سامنے آرہا ہے ۔ یہ اون ہی کی جد وجہد کا نتیجہ ہے کہ حکومت کو یہ قانون لانا پڑا لیکن میں کہونگا کہ عوامی مانگوں کو یہ قانون پورا نہیں کرسکیگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون کے ذریعہ کسانوں کو زمین نہیں ملیگی ۔ جب میں نے راج پرمکھ کا اڈریس پڑھا تو مجھے حیرت ہوئی ۔ اوس کے دیکھنے سے یہ معلوم ہورہا تھا کہ کسی سکریٹری نے ایک سمری (Summary) لکھدی ہے حالانکہ راج پرمکھ یا گورنر کے اڈریس میں ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سیاسی پالیسی کا اس میں اظہار ہو ۔ لیکن اس میں نہ سیاسی پہلو نمایاں کیا گیا ہے اور نہ معاشی و معاشرتی پہلو ۔ جو چیزیں اس اڈریس کے ذریعہ سامنے آنی چاہئے تھیں نہیں آئی ہیں ۔ اس اڈریس

کو بڑھنے سے ہمارے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا کیونکہ اس سے زیادہ تفصیلی رپورٹس تو ہمارے پاس بھی موجود ہیں - ہم چاہتے تھے کہ حکومت کی آئندہ سال بنیادی پالیسی کیا رہیگی وہ کیا کیا کرنے والی ہے اسکو صاف صاف الفاظ میں واضح کیا جاتا - بیروزگاری بڑھتی جارہی ہے - کارخانے بند ہوتے جارہے ہیں - فیامن کنڈیشن (Famine Condition) ریاست کے اکثر حصوں میں پیدا ہوتا جارہا ہے - ہزاروں جانور مررہے ہیں - چارہ نہیں مل رہا ہے - مرہٹواڑی کے اضلاع اورنگ آباد بیڑ عثمان آباد میں پانی کی سطح نیچے چلی گئی ہے - کئی ایک مقامات ایسے ہیں جہاں پانی نہیں مل رہا ہے - پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزاروں جانداروں کی جان خطرے میں پڑگئی ہے - ایسے مسائل کی طرف جس سنجیدگی کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے ان کا تذکرہ اس اڈریس میں نہیں ہے - ہمارے آجکل کی حکومت کوچلانے والے اپنے اطراف کے واقعات کو دیکھکر آگے قدم بڑھاتے تو بہتر ہوتا - افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت نے قحط کے حالات کی جانب کوئی توجہ نہیں کی -

ری ہیبی لیٹنسن (Rehabilitation) کے سلسلہ میں مجھے یہ کہنا ہے کہ ری ہیبی لیٹینشن کا سوال ایک ایسا سوال ہے جسکو اس ہاؤز میں لانے کی ذمہ داری مجھ پر تھی - جن لوگوں کو کئی وجوہات تکالیف اٹھانی پڑی ہے انکو رلیف ملنی چاہئے - میں عثمان آباد گیا تھا - وہاں میں نے دیکھا کہ کچھ کام ہورہا ہے - پنڈت نہرو نے بھی وہاں کا دورہ کیا ہے اور انہوں نے اس سوال پر توجہ دی ہے اسکے بعد حکومت کی جانب سے ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے اور وہاں کے لوگوں کو رلیف دیگئی ہے - ملٹری گورنر کے فنڈ سے جو رقومات خرچ کیگئی ہیں اوسکی تفصیل ہاؤز کے سامنے نہیں لائی گئی ہے - اسکے تعلق سے تفصیلات ہاؤز کے سامنے آنے چاہئے تھے افسوس ہے کہ اسکی تفصیل ہاؤز کے سامنے نہیں لائی گئی - جو فنڈ ملٹری گورنر نے جمع کیا تھا وہ فنڈ ملٹری گورنر کے نہ تھے بلکہ انہوں نے حکومت کے اعلی عہدہ دار کی حیثیت سے جمع کیا تھا اسلئے عوام کو یہ معلوم کرنے کا حق حاصل ہے کہ اوس روپیہ کو کسطرح خرچ کیا گیا - اس فنڈ سے کیا کام کئے گئے - ہمارے سامنے انکی تفصیلات رکھی جانی چاہئیں کہ کس حد تک ری ہیبلیٹیشن (Rehabilitation) کا انتظام کیا گیا ہے اور مزید جو اسٹاٹسٹکس (Statistics) ہمارے پاس آئے ہیں انکو ملحوظ رکھتے ہوئے کتنی رلیف اور دیجانی چاہئے - میں نے عثمان آباد کے ری ہیابیلیٹیشن سنٹر (Rehabilitation centre) کا معائنہ کیا ہے - اس سنٹر میں بعض عورتیں نواڑ بنتی ہیں - ان عورتوں کو فی ہفتہ ساڑھے تین روپیہ اجرت دیجاتی ہے - آپ غور فرمائیے کہ کیا کوئی آٹھ آنہ روزانہ اجرت میں اپنی زندگی ایسے زمانے میں گزار سکتا ہے - بہرحال جس حد تک کام انجام پانے کی امید کیجاسکتی ہے وہ کام انجام نہیں پارہا ہے اور جو کام ہورہا ہے اوسے تشفی بخش نہیں کہا جاسکتا - بہت بڑے پیمانے پر رلیف ملنے کی ضرورت ہے اور

اسکا انتظام ہونا چاہئے - ہوم منسٹر سے میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی میرا یہی کہنا ہے کہ جن لوگوں کی پراپرٹی (Property) زمین - مکان چھینا گیا ہے انکو واپس کرانے کی کوشش کرنی چاہئے - اس کوشش کے سلسلہ میں ایک رزولیوشن گذشتہ سال بھی ہم نے پیش کیا تھا اور اس سال بھی ہم نے ایک رزولیوشن پاس کیا ہے - یہ ایسا سوال ہے کہ اس پر کافی توجہ کی ضرورت ہے -

آخر میں افسوس کے ساتھ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ سیاسی حالات اور خاص طور پر امن کے حالات ٹھیک ہونے کے باوجود جو سیاسی جمہوریت قائم ہونی چاہئے تھی وہ یہاں نہیں ہوسکی - آج بھی سیاسی پارٹیوں پر جو تکالیف گذر رہی ہیں ان پر حکومت کوئی توجہ نہیں دے رہی ہے - جیل میں اب بھی (۱۱۸) سیاسی قیدی ہیں بیس قیدی ایسے ہیں جنکی سزائے موت کو حبس دوام میں متبدل کیا گیا ہے تقریباً اتنی ہی تعداد ایسے محروسین کی ہے جو زیر دریافت ہیں انکی جانب توجہ دینے کی ضرورت ہے - کئی مقدمات کے وارنٹ اب بھی قائم ہیں - امید تھی کہ سیاسی پارٹیوں کو موقع دیا جائیگا لیکن اس جانب توجہ نہیں کیگئی - کمیونسٹ پارٹی کے دو اشخاص کو نظر بند کیا گیا تھا انہیں بعد میں رہا کیا گیا لیکن اب ان پر ان ہتیاروں کے سلسلہ میں جو انکے پاس تھے مقدمات چلائے جارہے ہیں - ابھی ہمارے پاس اطلاع آئی ہے کہ ساسبا مورتی کو ابھی تھوڑی دیر پہلے ارسٹ (Arrest) کیا گیا ہے میں ہاؤز سے ادباً عرض کرونگا کہ سیاسی پالیسی کے لحاظ سے آپ کی حکومت کو دیکھنا چاہئے کہ پچھلے زمانے میں کانگریس اور کمیونسٹ پارٹی کی طرف سے جو جد و جہد ہوئی ہے وہ سیاسی پالیسی کے لحاظ سے ہوئی ہے اور وہ سیاسی جد و جہد تھی اور اپنی جگہ تھی - آج حالات تبدیل ہوگئے ہیں - میں حکومت کے سامنے یہ چیز رکھنا چاہتا ہوں کہ جس سیاسی امنسٹی (Amnesty) کے بارے میں ہم امید کررہے تھے وہ آج بھی ہمارے سامنے نظر نہیں آرہی ہے - اب حیدرآباد میں چار نظر بند ہیں - امید ہے کہ نظر بندی کے جس قانون کو آج استعمال کیا جارہا ہے اسکو آئندہ استعمال کرنے کا رجحان حکومت نہیں رکھے گی - اور سیاسی قیدیوں کے تعلق سے جو سوال میں نے حکومت کے سامنے رکھا ہے اس پر حکومت سوچیگی اور ہمدردی کے ساتھ سوچیگی اور اس نقطہ نظر سے سوچیگی کہ سیاسی حالات کو درست کیا جائے - حالات کو بہتر بنانے کیلئے اسکی ضرورت ہے کہ جو مقدمات آج کل چلائے جارہے ہیں انکو اس پالیسی اور طریقہ کار کے نظر کرتے کہ جمہوری حالات پیدا کئے جائیں ختم کردینا ہی مناسب ہے - نیز جو وارنٹ اجرا کئے گئے ہیں انہیں منسوخ کرنا چاہئے تاکہ حالات درست ہوں - ان خیالات کا اظہار کرتے ہوئے میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں -

شری داور حسین (نظام آباد) - اسپیکر سر - جمہوری حکومت کا ایک نظارہ ہم نے اس ایوان میں دیکھا - عوام کی حکومت کے آگے عوام کے حکم کی تعمیل کرتے میر عثمان علی خان نے راج پرمکھ کی حیثیت سے اس ایوان میں آکر اپنا دستوری فرض ادا کیا - یہ

اڈریس در اصل عوام کی ایوان کا اور دستور کا ایک آخری لفظ ھے - راج پرمکھ نے اپنے اڈریس میں اس وقت کی حکومت کی کارگزاریوں اور بالیسی کے متعلق جو تفصیلات پیش کئے ھیں وہ ایوان کے سامنے ھیں اور میں سمجھتا ھوں کہ اس میں ایک سال میں اس حکومت نے کیا کیا اسکے جزوی تفصیلات بیان کئے گئے ھیں اور اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ھے کہ کن باتوں پر یہ حکومت کام کرنے والی ھے جس سے عوام کو فائدہ پہنچ سکتا ھے - گذشتہ موقع پر راج پرمکھ نے لینڈ ریفارمس (Land Reforms) کے متعلق ذکر کیا تھا اس میں راج پرمکھ نے لینڈ ریفارمس بل انٹروڈیوس (Introduce) کرنے کی خوشخبری کی بات سنائی اور دوسرے ھی روز حکومت نے اسکی تعمیل کی - لینڈ ریفارمس بل میں شائد کچھ باتیں اس حد تک نہ ھوں جس حد تک ھمارے اپوزیشن کے لوگ اس میں دیکھنا چاھتے ھیں - اور ممکن ھے اس بل میں جو خوبیاں ھیں وہ انکی نظر میں نہیں آسکیں - کیونکہ ھر شخص یا پارٹی کا کسی چیز کی طرف دیکھنے کا اینگل (Angle) الگ الگ ھوتا ھے - مختلف جماعتوں کا ھر چیز پر سوچنے کا ڈھنگ الگ ھوتا ھے - لیکن میں نہ صرف ایک پارٹی کے رکن کی حیثیت سے بلکہ ایک شہری کی حیثیت سے یہ کہہ سکتا ھوں کہ جمہوریت کے اصولوں پر چلنے والے بڑے بڑے ملک جس طرح کوئی خرابی پیدا کئے بغیر عوام کے مسائل حل کرنے کی نسبت سوچتے ھیں اسی طریقہ پر یہ حکومت سوچتی ھے اور میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ھوں کہ جو بل حکومت کی جانب سے اس ایوان میں پیش کیا گیا ھے وہ یقیناً ایک عملی طریقہ سے عوام کی مشکلات دور کرنے کی کوشش کرتا ھے - اس میں نعرے بازی نہیں پیش کیگئی ھے بلکہ حقیقی طور پر عوام کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کیگئی ھے - اس کے تفصیلات ابھی ھاؤز کے سامنے پیش نہیں ھوئے ھیں لیکن وہ اصول اور طریقے جو اس بل میں ھیں وہ جب تفصیلات کے ساتھ بیان ھونگے تو مجھے یقین ھے کہ عوام کی رائے یہی رھیگی کہ سرمایہ داری کو اور بڑھانے کیلئے یہ بل پیش نہیں کیا گیا ھے بلکہ دیانت داری سے عوام کی تکلیفوں کو دور کرنے کیلئے یہ بل پیش کیا گیا ھے - میں اس موقع پر اس بل کے اندر زیادہ جانا نہیں چاھتا جب وہ بل سامنے آئیگا تب ھم اس پر بحث کرسکتے ھیں -

یہ بھی کہا گیا ھے کہ اس خطبہ میں حکومت کی آئندہ پالیسی کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا گیا ھے - لیکن میں اس خطبہ کے بارے میں ذاتی طور پر متوجہ کرنا چاھتا ھوں کہ اس میں انڈسٹریز کے متعلق انڈسٹریز فینانس کارپوریشن - ھینڈی کرافٹ بورڈ - جیل کی اصلاحات - ملٹی پرپز سوسائیٹیز - کوآپریٹیو سوسائیٹیز - ایسی بہت سی چیزیں ھیں - یہ تو چند چیزیں میں نے کہی ھیں انکو حل کرنے میں حکومت کی کوشش کا اشارہ ھمیں ملتا ھے - حکومت کا یہ دعوی ھے کہ جسطرح سے راج پرمکھ کے گذشتہ اڈریس کے سلسلے میں کہا گیا تھا کہ اگر ملک کی حالت بہتر ھوگی تو وہ مسائل جوکہ پولس کے ذریعہ حل ھوتے ھیں وہ حل کرنے کیلئے پولس کی ضرورت نہیں ھوگی - جیسا کہ اپوزیشن نے کہا کہ پولس کے ذریعہ مسائل حل نہیں کئے جانے چاھئیں اور انکے اخراجات کم

کئے جانے چاہئے - حالات بہتر پیدا کئے جائیں تو وہ کمی کیجاسکتی ہے اور حکومت اس حد تک کمی کرنے کیلئے تیار ہے جو کہ ضروریات کے مطابق ہو - گذشتہ جیسے جیسے حالات بہتر ہوتے گئے ویسے ویسے اسمیں کمی کیگئی - اور میں دعوی کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ نارمل حالت ہونے تک جیسے جیسے حالت بہتر ہوتی جائیگی حکومت اسمیں کمی کرتی گئی ہے اور کرتی جائیگی - حالانکہ حکومت نے یہ کمی اسکے خلاف پروپیگنڈہ کے باوجود کی ہے - ابھی پریس میں آیا ہے کہ حکومت نے حالت کو صحیح طور پر محسوس نہیں کیا ہے - حکومت نے ہمیشہ اپنی نیک نیتی کا ثبوت دیا ہے - ملک میں بہتر حالت پیدا کیجائیگی تو حکومت پولس کے اخراجات اور تعداد میں کمی کرنے کیلئے کبھی بھی تیار ہے لیکن جہاں خواہش ہے وہاں میں اس طرف کے بنچز سے یہ درخواست کرونگا کہ اچھی حالت پیدا کرنے میں وہ امداد پہنچائے اور حکومت کو اس میں پوری طرح سے کمی کرنے کا موقع دیں -

اسکے بعد میں نے دیکھا کہ راج پرمکھ کے اڈریس کے سلسلہ میں ایسی بھی باتیں کہی گئیں جن کا اڈریس میں پتہ تک نہیں - مثلاً سال کی بنیادی تقسیم کا اڈریس میں پتہ تک نہیں - مجھے تعجب ہوا کہ ایک طرف حکومت کی پالیسی پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اسکے ساتھ اس پالیسی کو رکگنائیز (Recognise) کرنے والے صدر کے اڈریس کو حکومت کے سامنے پیش کر کے کہاجاتا ہے کہ یہ آپ کا کمٹمنٹ (Commitment) ہے - کانگریس کا کیا کمٹمنٹ ہے ہم اس سلسلے میں کیا کرنا چاہتے ہیں اسکو ملک جانتا ہے - لیکن ایک پارٹی حکومت میں آنے کے بعد وہ جو کچھ چاہتی ہے وہ ملک کے دوسرے طبقوں اور پولیٹیکل انسٹی ٹیوشنس (Political institutions) کا خیال کئے بغیر نہیں کرسکتی - ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہ آج کی حالت اور دقتوں کو دیکھتے ہوئے ایکدم نہیں کرسکتے - اسکے معنی یہ نہیں ہیں کہ ہم کچھ کرنا نہیں چاہتے - لیکن تمام ملک کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر مسئلہ کو ہم حل کرنا چاہتے ہیں - اسکے بعد ہم ایوان کو ایک ایجیٹیشن (Agitation) کا پلیٹ فارم بنانا نہیں چاہتے - ہم جانتے ہیں کہ عوام کے مختلف طبقوں کے نمائندے اس ایوان میں بیٹھتے ہیں - ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ جو چیز ہم کرنے جارہے ہیں اسکا اثر لوگوں پر کیا پڑتا ہے - ان ساری باتوں کو سوچکر ہمیں عملی نقطہ نظر اختیار کرنا پڑتا ہے اور حقیقت میں وہی ہم اختیار کررہے ہیں -

اڈریس کے سلسلہ میں ایک اور چیز کی طرف میں ایوان کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ کس ہوشیاری کے ساتھ حکومت نے یہ کام کیا ہے اور وہ ہے سکہ کی تبدیلی - عثمانیہ سکہ کلدار میں تبدیل کر کے حکومت نے ملک کی خواہش کو پورا کیا ہے اور تمام ملک کے سکہ کی حالت کو مضبوط بنانے میں امداد پہنچائی ہے - مجھے یقین ہے کہ اس تبدیلی کی وجہ سے بازار کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے میں جو دقتیں پیدا ہونگی

ان پر حکومت قابو پاسکیگی - اس میں کچھ پیچیدہ سوال ضرور پیدا ہونگے - اور ہوسکتا ہے کہ ملک کو کچھ تکلیف ہو - جب حکومت حالی کی جگہ کلدار رقم دیگی تو لوگوں کو ۱۶ پرسنٹ کے حساب سے گھاٹا رہیگا - اور جب وہ بازار میں مال خریدنے جائینگے تو انہیں کلدار کے حساب میں ۱۶ پرسنٹ زیادہ دینے پڑینگے - اسطرح قریب (۳۲) پرسنٹ کا لوگوں پر بوجھ پڑیگا - اسکے بارے میں حکومت کو کچھ ترکیب سوچنی پڑیگی - لیکن جو تبدیلی کیجارہی ہے وہ ضروری ہے -

رشوت ستانی کے سلسلہ میں کہا گیا کہ حیدرآباد کے اڈمنسٹریشن میں رشوت خوری بڑھ گئی ہے - حیدرآباد میں جو کچھ رشوت خوری ہے اسکا ایک خاص سلسلہ ہے - پولس ایکشن کے پہلے رشوت خوری نہیں تھی - پولس ایکشن کے بعد یہ کرپشن آیا ہے - جو لوگ یہاں آئے انہوں نے برائیاں پیدا کیں - انہوں نے نہیں سوچا کہ اس سے نیشنل لائیف (National life) میں برائیاں پیدا ہونے والی ہیں - جو برسر اقتدار آئے انکی ذہنیت کیا تھی اس کی ایک مثال میں پیش کرتا ہوں - دو کانسٹبلس آپس میں بات چیت کررہے تھے - نظامی حکومت کیا ہے جہاں ہم جاتے ہیں روپیہ ہی روپیہ نظر آتا ہے جہاں ایسی ذہنیت سے انہوں نے کام کیا وہاں انہوں نے اپنی نیت تو بگاڑلی لیکن ساتھ ساتھ یہاں کے لوگوں میں بھی برائیوں کا سلسلہ جاری کردیا - پولس ایکشن کے بعد حیدرآباد میں باہر سے آئے ہوئے ملازمین نے منی آرڈر بھیجے ہیں - اگر ہر شخص نے اپنی تنخواہ کے مقابلہ میں کتنے روپیوں کے منی آرڈر بھیجے اسکا پتہ لگایا جائے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ انکے پاس اتنے روپیے کہاں سے آئے - میں سمجھتا ہوں کہ ایک زمانے میں یہاں پر ہر شخص اس رشوت ستانی کے صرف خلاف ہی نہیں تھا بلکہ اسے مذہبی برائی سمجھتا تھا - آج یہ ہماری سماجی برائی ہوگئی ہے - اور ایسے سماج میں میں اپنے کو بھی شمار کرتا ہوں - آج اس برائی کی طرف گہرائی کے ساتھ نہیں دیکھا جاتا - جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے اپنی طرف سے اس برائی کو دور کرنے کی ہر طرح کی کوشش کی ہے اور اسے دور کرنا ضروری بھی ہے - ایک سوسائیٹی کے ارکان کی حیثیت سے ہم سب کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ہم اس برائی کو دور کرنے میں حکومت کی مدد کریں -

اڈریس کے سلسلے میں ایک اور برائی کو دور کرنے کے بارے میں میں حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں - ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے فوجی ملازمین کی کمزوری کی وجہ سے بعض لوگوں کے ہاتھ میں ہتیار آجاتے ہیں اورکئی لوگ ان ہتیاروں کا استعمال برے کاموں کیلئے کیا کرتے ہیں - حکومت ایسے لوگوں کے خلاف سخت کاروائی نہیں کرتی اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکومت کی نیک نیتی کا ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے - میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو شخص چاہے وہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا اگر وہ اس طرح کی برائیاں پیدا کرنے میں مبتلا ہے تو اس کو بڑی سے بڑی سزا دیجانی چاہئے - جو ملک کو نقصان پہنچانے والا شخص ہے اسکو یقیناً کڑی سزا ملنی چاہئے - لیکن اپنے اختلافی

خیالات کے لوگوں کو اپنے راستے سے ہٹانے کیلئے ھیاروں کے استعمال کا موقع نہیں دیا جانا چاھئے۔

آخر میں ریجنل لنگویجز (Regional language) کے بارے میں میں کہنا چاھتا ھوں ۔ ھمارے صوبہ میں مختلف جماعتوں کی مختلف زبانیں ھیں ۔کسی کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا جانا چاھئے کہ فلاں زبان کو بند کرنے کی کوشش کیجارھی ہے ۔ مدرسے میں یہاں کی سب ریجنل لنگویجزس کی پڑھائی ھونی چاھئے ۔

ان چند باتوں کے ساتھ میں عرض کرونگا کہ ھمارے راج پرمکھ کا اڈریس حکومت کی پالیسی اور عوام کے جذبات کو ظاھر کرتا ہے اور ھم اس شکریہ کی تحریک کے ساتھ اسکی تائید کرتے ھیں ۔

श्री. अण्णाजीराव गव्हाणे-(परभणी) : मिस्टर स्पीकर सर, राजप्रमुख का वह अॅड्रेस जिसके ताल्लुक से अेक ऑनरेबल मेंबर ने कहा कि अुन्होने अिसमे अुनके तरफसे तरक्की पसंदाना पॉलिसी का अिजाहार किया है, मुझे बडे अफसोस के साथ कहना पडता है कि जब मैंने यह अॅड्रेस देखा तो मालूम हुवा कि अुसमे कोअी खास पॉलिसी का अिजाहार नही किया गया है। राजप्रमुख के अॅड्रेस को देखा और वर्किंग ऑफ दी हैद्राबाद गव्हर्नमेंट डिपार्टमेंट्स १९५१-५२ अॅन्ड १९५२-५३ (Working of the Hyderabad Government Departments 1951-52 and 1952-53) पढा तो मालुम हुआ कि अैसी कोअी खास पॉलिसी अुसमें नही बताअी गअी है। अेक और चीज जो लॅन्ड रिफॉर्म्स के बारे मे कही गअी है कि लॅन्ड रिफॉर्म्स (Land Reforms) की पॉलिसी जो गव्हर्नमेंट की है वह अिससे जाहिर होगी, अिसके मुताल्लुक जो कहा गया है अुसके अलफाज अिस तरह से हैं–

'Under the circumstances, a certain amount of delay was inevitable, but, it is hoped that the Draft Bill in the form in which it has emerged would meet the aspirations of the people to a great extent and would prove to be a sufficiently progressive landmark in the history of Land Reforms in India......'

अिस तरहके अलफाज रखे गये हैं। मैंने अिस बिल को अच्छी तरह से पढा है। लेकिन मेरी समझ मे यह नहीं आया कि जो रेव्होल्युशनरी बिल(Revolutionary Bill) अिस सिलसिले मे हमारे सामने आने वाला था वह अितना रिॲक्शनरी (Reactionary) कैसे हुवा? जो कानून नाफीज हुआ है अुसके तहत यह बतलाया गया है और आदाद व शुमार से मालूम हुवा है कि ६ लाख टेनन्टस् को खारीज कर दिया गया है और ७५ लाख अेकड जमीन से टेनन्टस को खारीज किया है। यह कानून नाफीज हुआ तो मालूम हो गया कि दो लाख टेनन्टस ५० लाख अेकड जमीन से फायदा अुठा सकेंगे। अगर यही रेव्होल्युशनरी बिल(Revolutionary Bill)हो सकता है तो मुझको कहना पडेगा कि अेक साल अितने काम करने के बाद जैसे कि मराठी मे कहावत है कि "डोंगर पोखरून अुंदीर काढला" याने पहाड खोदकर चुहा निकाला। बहोत दिनों से हम सुन रहे थे कि लॅन्ड के बारे मे अेक बहुत अच्छा बिल लाया जायेगा। और जैसे लॅन्ड रिफार्म चायना मे किये

गये वैसे लॅन्ड रिफार्म हम करना चाहते है, और लॅन्ड रिफार्म बिल आनेके बाद आप देखेंगे कि हमारे यहा भी चायना जैसे लॅन्ड रिफार्म होगा। लेकिन अिस कानून को देखकर मालूम हुवा कि जो पुराना कानून है अुसको देखकर ही अिसे भी बनाया जा रहा है। वह कानून अैसा है कि फॅमिलीमो डाअी तीन अेकरेज रखने के बाद वह लॅन्ड होल्डर टेनन्ट की जमीन वापस ले सकता है। (दफा चार मे यह बतलाया गया है) जो अुनीस मे तरमीम की गअी है अुसमे बताया गया है कि किसानों को टेनन्ट हकदार राअीट्स करते है तो टेनन्सी खतम कर दी जाय। गव्हर्नमेंट ने अिस चीज को जिस तरहसे खारीज किया है अपने हैक्क लूज किये है और बहुतसे टेनन्ट्स बेदखल कर दिये गये है। और नाजायज तरीके पर यह कोशिस की गअी है कि अुन्हे अुनके जमीन से निकाला दिया जाय। यह मालूम होने के बाद दफा १९ मे यह तरमीम आअी है। अिससे यह मालूम होता है कि गव्हर्नमेंट किसी तरह से टेनन्टस का कब्जा बरकरार रखा जाय यह चाहती है। लेकिन आज गव्हर्नमेंट जो पॉलिसी अेख-तियार कर रही है अुससे अिसमे मदत नही हो रही है। आगे चल कर यह कहा गया है कि सब पार्टीज मिलकर हमारे साथ कोआपरेशन (Co-operation) करे, और जो काम हम करना चाहते है अुसमे हमारे साथ दे। अुसका अग्रेजी जुमला अिस तरह से है–

'My Government needs all co-operation from all parties in the discharge of its heavy responsibilities.'

यह कहा गया। मुझको अफसोस के साथ कहना पडता है कि अैसी हालात मे हम आपकी मदत किस तरह कर सकते हैं? जब बेदखलिया जोर से चल रही थीं तब अुन्हे रोकने के लिये अेक ऑर्डिनन्स जारी किया गया था। तब बहोतसी पार्टियोने अिसको सक्ती के साथ अिम्लिमेंट (Implement) करने की पुरजोर अपील गव्हर्नमेंट से की थी। हमारे पार्टी ने भी बेदखलिया रोकने के लिये काफी कोशिस की। नांदेड जिले मे ४ हजार अेकड जमीन से बेदखलिया रोकी गअीं। यह बेदखलियां जब हो रही थीं तो रेव्हिन्यू डिपार्टमेंट को अिसकी अित्तला दी जानेपर भी अुसपर तवजेह नहीं की गअी लेकिन अुलटे गव्हर्नमेंट के मशिनरी ने अिसमे जमीनदारों की मदत की। और जब लोगोंने अपने हुकूक के लिये बडे बडे जमीनदारो के खिलाफ अपनी मुव्हमेंट चलाअी तो वहां पर लाठियां चलाअी गअीं घोडे दौडाये गये और अेक जबरदस्त दहशत लोगों मे कायम की गअी। फिर भी अपनी अिस मुव्हमेंट मे वे कामियाब रहे। अपनी जमीन पर कब्जा हासिल करने के बाद फिर वहां पर पुलिस लाअी जाती है और वहां के टेनन्टस को गिरफतार किया जाता है। अिसके बारे में दो तीन महिनोंसे रिप्रेझेंटेशन किये जा रहे हैं। अिसके बारे में १० अेम. अेल. अेज और पांच अेम. पी. भी चीफ मिनिस्टर साहब से जाकर मिले अिसके लिये अेक संघ भी कायम हुआ मराठवाडे मे काफी वर्कर्स हैं जो अिस काम को कर रहें हैं। हमारे पार्टी के वर्कर्स भी अिस कामको कर रहें है लेकिन जो बडे बडे जमीनदार हैं वो पुलिस को अपने हाथ मे लेकर अभी भी टेनन्टस को किसी न किसी तरह से बेदखल करनेकी कोशिस कर रहें हैं। और अूनके अुपर किसी तरह से मुकदमें आयद किये जा रहे हैं। यदि आपकी पॉलिसीज अिम्लिमेंट करने मे दूसरी पार्टीज आपका हाथ बटाये अैसा आप चाहते है तो अिस तरह से काम नही चलेगा। अिस तरह गरीबोंको कुचलकर या दबाकर काम नहीं हो सकता है।

अॅड्रेस मे यह बतलाया गया है कि अभी स्टेट मे कोअी अबनॉर्मल (Abnormal) हालत तो नहीं है। तो हरअेक के फडामेंटल राअिट्स (Fundamental Rights) की हिफाजत

होनी चाहिये। आज तो गव्हर्नमेंट की मदद से जमीनदार लोग किसानों को जेलो मे ठोस रहें है। अगर वाकअी तौरपर आप सबका कॉपरेशन चाहते है तो आगे चल कर यह रवैया नही चलनेवाला है आअिंदा चलकर अिसे आपको बदलनाहि होगा।

दूसरी चीज मुझको अिस राजप्रमुख के अॅड्रेस मे यह मालूम हुअी कि जो आज अहम सवाल रोटी और पानी का है और बहोत बडा मसला है, अिसके बारे मे कोअी खास स्कीम मुझको अिस अड्रेस मे नही दिखायी दी। खासकर मराठवाडे की जो आज की स्थिती हैं वह बहुतही खराब है। अिस साल तो मराठवाडे मे रोटी और पानी का मसला है। वहा पानी की तो बहुत ही कमी होगअी है। अिसको हल करना गव्हर्नमेंट का फर्ज है। पानी हो या न हो अैसा कहकर नही चल सकता है। हमारे जैसे नुमाअिंदे जो यहां चुनकर आये है तो हमारा यह फर्ज अव्वल होता है कि हम अिस मसले को हल करें। परभणी जिले के बारे मे मै कहना चाहता हूं कि वहा कअी देहातों मे पीने के लिये भी पानी नही है। अिसी प्रकार अुस्मानाबाद, बीड, और औरंगाबाद जिले मे पानी अितना कम हो गया है कि वहां तो बिना पानी के जानवर काफी तादाद मे मर रहे है। यह हालत हो गअी है। पंचवर्षीय प्लॅन में अैसे कामों पर जो खर्चा होते जा रहा है या रखा गया है अुसमें ४२ हजार रुपये खर्च होने वाले है। तो अुसमे से मराठवाडे मे देने के लिये गुजाअिश नहीं दिखरही है, यह बडे अफसोस की बात है।

हमने मराठवाडे मे देखा कि अुस्मानाबाद, बीड, औरंगाबाद, पाटोदा, भूम, आष्टी, माजलगांव सभी जगह की हालत अिस वक्त बहुत खराब है। अब आपको औरंगाबाद जिले से कुछ देहातों के हालात बयान करता हू। वहा तो अैसे हालात है कि जानवरों को क्या लेकिन लोगों को भी पानी पीने के लिये नहीं है। लोग हमारे पास आकर कह रहे है कि अब आप अिन जानवरों को सम्हालिये। चाहे तो हमें अेक साल दिजिये या मत दीजिये।

जो ११ लाख रुपये खर्च किये जानेवाले है अुसमे तेलंगाना भी शामिल है। आप यदि मरदुमशुमारी कर के देखें तो आपको मालूम होगा कि मराठवाडे मे आबादी ज्यादा है, और वहां की आज की हालत देखी जाय तो मैं कहुंगा कि जो ११ लाख रुपये खर्च होनेवाले है वे तो सिर्फ मराठवाडे को भी काफी नही है। मै कहुंगा कि कम से कम जो ग्यारह लाख रुपये खर्च किये जानेवाले हैं वो मराठवाडे की हद तक ही रहे क्योंकि वहां के हालात बहुत खराब है।.

लोग भुके मर रहे है, पीने के लिये पानी नहीं है जानवरों के लिये चारा नहीं है। दोसौ रुपये सेकडा कडबी बिकने की हालत पैदा हो गअी है। वहां हमारी गव्हर्नमेंट सिर्फ ग्यारह लाख रुपये खर्च कर रही है। हमारी गव्हर्नमेंट का यह मियार है और दूसरी तरफ गैरजरूरी कामों पर लाखों करोडों रुपये खर्च किये जाते हैं। राजप्रमुख को मुआविजा दिया जाता है, जागिरदारों को करोडों रुपये दिये जाते हैं। अिनकी रक्कम तो नहीं रुकती क्या यह नहीं हो सकता था कि फिलवक्त जागीर-दारों और निजाम को दी जानेवाली रक्कम को रोक लिया जाकर अिसको अुन कामों पर सर्फ किया जाता और अुनसे यह कहा जाता कि आअिंदा साल अिनकी रकमें दी जायेंगी? अिन पर तो आप दो करोड रुपये खर्च कर रहे है और जहां अव्वाम। की हालत तबाह है वहां आंसू पोछने के लिये कुछ लाख रुपये रिलीफ वर्क के नाम पर खर्च किया जाता है। क्या यह मामूली रकम अैसे

नाजूक हालात के लिये काफी हो सकती है? हरगिज नही मेरा गव्हर्नमेंट पर यह अिलजाम है कि अगर गव्हर्नमेंट की यही पॉलिसी रहे तो मै यह कहुंगा कि हालात और बदतर हो जायेंगे। कहा जाता है कि हम तरक्की पसदाना काम करना चाहते है। आपके मनसूबे कुछ भी हो लेकिन अिस-वक्त जो मुसीबते जो कॅलेमिटीज (Calamities) अव्वाम पर आ रही है अगर आप अिन्हें दूर न करे तो अव्वाम के लीडर आप पर भरोसा किस तरह कर सकते है?

लॅन्ड रिफार्म के ताल्लू से मुझे यह कहना है कि आप फाअिवअियर प्लॅन के तहत अिस अॅटम पर ४२ हजार रुपये खर्च करनेवाले है। हाअूस में कअी बार अिसका मुतालिबा किया जा चुका है कि अिरिगेशन पर जो रकम खर्च की जाती है अुसका कुछ हिस्सा मराठवाडे मे कुछ प्रॉजेक्टस् बनाने पर भी खर्च किया जाय। लेकिन अिसके मुताल्लूक मैंने अॅड्रेस मे सिर्फ अेक ही जुमला देखा कि—

'Investigations are being made regarding certain medium-sized projects especially in Marathwada areas.'

अब तक सिर्फ अिनवेस्टीगेशन्स (Investigations) ही हो रहें है। अगर अिसके निस्बत कुछ कहा जाय तो कहा जाता है कि प्राव्हिन्शिअल फीलिंग्ज (Provincial feelings) पैदा किये जा रहे है। मै अिस अिलजाम को तसलीम करता हूं, अिसलिये कि मुझे यह बात किसी न किसी तरह आपके सामने लानी है। मराठवाडे मे पानी नही है, अिरीगेशन के काम नहीं हो रहे है, अैसे हालात के बावजूद कोअी मीडियम साअीज या माअिनर प्रॉजेक्ट शुरू नहीं किया जाता। फाअीव अियर प्लॅन के तहत जो प्रॉजेक्टस् है अुनमें भी अिनके लिये कोअी जगह नहीं। मुझे यह कहते हुअे अफसोस होता है। कम से कम मराठवाडे से पूर्णा प्रॉजेक्ट को फाअीव अियर प्लॅन में शरीक किया जाता। मुझे यह तवक्को थी कि यह चीज नजर आयेगी लेकिन मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि मेरी अुमीद पूरी नही हुअी। अॅड्रेस में सिर्फ यह कह दिया गया है कि 'Investigations are going on.' मै समझता हूं कि फाअीव अियर प्लॅन खतम होने तक भी अिनवेस्टीगेशन्स खतम नहीं होंगे। अगर यही हालात रहे तो किसानों मजदूरों और पस्त तबकात की भलाअी की क्या तवक्को की जा सकती है?

मेरे लिये ज्यादा वक्त नहीं है। मै सिर्फ अेक दो चीजें हाअूस के सामने लाकर अपनी तकरीर खत्म करता हूं।

हैद्राबाद की करन्सी तबदील की जा रही है। अिस तबदीली के मुतालुक मैने ऑनरेबल फाअी-नान्स मिनिस्टर की स्पीच भी पढी और राजप्रमुख का अॅड्रेस भी देखा। मुझे कही भी यह बात नजर नहीं आअी कि फस्ट अेप्रिल से सिक्के में जो तबदिली होनेवाली है अुससे कॉमनमॅन (Common man) और मिडिल क्लास (Middle class) तबके पर जो असरात पडने वाले हैं अिन्हें मीट औट (Meet out) करनेके लिये हुकूमत क्या करनेवाली है? अिसके लिये हुकूमत के पास क्या स्कीम है, क्या प्लॅन है? मुझे अफसोस के साथ कहना पडता है कि न तो फाअी-नान्स मिनिस्टर की स्पीच में और न राजप्रमुख के अॅड्रेस में यह चीज वाजेहकी गअी है।

आखिर मै मुझे हुकूमत की अेज्युकेशन पॉलिसी पर कुछ कहना है। अॅड्रेस में हाअूस से पास किये हुअे बिल फरी अॅंड कम्पलसरी अेज्युकेशन बिल का जिक्र करते हुअे कहा गया है 'क हम तालीम

पर ज्यादा रकम खर्च करना चाहते है। लेकिन फाअीनान्स मिनिस्टर ने अपनी स्पीच में साफ तौर पर यह तसलीम कर लिया है कि जो रकम अुन्होने बजेट मे फुड वाटर और शेल्टर के लिये रखी है वह किसी तरह लोगों की जरूरत को पूरा करने के लिये काफी नही है। अिस तरह अेज्युकेशनल पॉलिसी की हद तक मै कहुगा कि अॅड्रेस से सिवाय कम्यूनिटी प्रॉजेक्ट अेरियाज के किसी और जगह फरी अॅड कम्पलसरी अेज्युकेशन (Free and compulsory education) का प्रबध करने का अिरादा जाहीर नही होता। मै कहुगा कि यह बिल्कुल नाकाफी अिन्तेजाम है अिस अॅड्रेस मे सिर्फ वही चीजें है जिनके बिल्स तैयार हुअे है। अिस लिहाज से हम कह सकते है कि अिस अॅड्रेस मे अेक साल की स्टोरी रखी गअी है। अिसकी कोअी सराहत नही कि आअिंदा क्या किया जाने वाला है। आपकी क्या पॉलिसीज रहेगी? क्या अिंडस्ट्रिअल पॉलिसी रहेगी? अेज्युकेशनल पॉलिसी क्या रहेगी? फुड पॉलिसी क्या रहेगी? वाटर वर्क्स के निस्बत क्या पॉलिसी रहेगी? अिसका अुसमे जीक्र नहीं है।

अॅड्रेस के मुताल्लुक मैंने अिन खियालात का अिजहार किया है। मै यह मुक्रर कहुंगा कि पानी और कहत का सवाल अिन्तेहाअी अहमियत रखता है। अिस पर किसानों की जिंदगी और मौत का दारोमदार है। मै कहुगा कि गव्हर्नमेंट अिस पर काफी तवज्जेह करें और जो रकम रखी गअी है अिसम अिजाफा कर के या नअी स्कीम लाकर अिसको हल करने की कोशिश करे।

شری مادھو راؤ نز لیکر (هنگولی) - مسٹر اسپکر سر - تقریباً ایک سال کے بعد همیں راج پرمکھ کے اڈریس پر تقریر کرنے کا موقع ملا هے - همیں امید تھی کہ اس ایک سال کی مدت میں همیں دو بارہ راج پرمکھ کے اڈرس پر تقریر کرنے کا موقع نہیں ملیگا - حال هی میں یہاں آل آنڈیا کانگریس کمیٹی کا ادھیویشن هوا تو هم سمجھ رهے تھے کہ کم از کم اس میں یہ تصفیہ کیا جائیگا کہ راج پرمکھ کے عہدے کو ختم کیا جائے - لیکن عوام کی مانگ کے باوجود ایسا نہیں هوا اور همیں دوبارہ راج پرمکھ کے اڈریس پر تقریر کرنے کی نوبت آچکی هے - ایک آنریبل ممبر جنهوں نے اس اڈریس پر شکریہ کی تحریک پیش کی انہوں نے کہا کہ یہ رسمی یا دستوری طریقہ هے کہ جب راج پرمکھ یہاں آتے هیں تو ارکان کا یہاں حاضر رهنا ضروری هوتا هے - میں نے انکی تقریر کو غور سے سنا - دستور نافذ هو کر تقریباً (۲) سال کا عرصہ هوتا هے ارکان سے دستور کی پابندی کی خواهش تو کی جاتی هے لیکن دستور کی کئی چیزیں ایسی هیں جن پر رولنگ پارٹی خود عمل نہیں کرتی .. اور میں انکے اس رویہ کو سمجھنے سے قاصر هوں .. میں اڈریس پر تفصیلی تقریر کرنے کی بجائے اڈریس کے اس جزو کی طرف توجہ دلاؤنگا جو اس قوم سے متعلق هے جو یہاں کی حکومت کو مستحکم کرنے والی هے - جس قوم کی وجہ سے آج حکومت زندہ هے - اس قوم کے لئے اڈریس میں تین چار چیزیں بیان کی گئی هیں - یہ وہ بدنصیب قوم هے جس کو کوئی اچھوت کہتا هے کوئی پست کردہ اقوام - اور اگر دستور کے لحاظ سے دیکھا جائے تو اس کو شیڈولڈ کاسٹ کہنا چاهئے - یہاں دستوری بحث تو کی جاتی هے لیکن دستور پر عمل نہیں کیا جاتا - سنه ۱۹۳۵ع میں اور جدید دستور هند جو خود بابا صاحب امبیڈکر نے بھارت کا دستور بنایا - اس دستور میں اس قوم کیلئے شیڈولڈ کاسٹس کا لفظ استعمال کیا گیا هے - لیکن مجھے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اڈریس میں وہ لفظ استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ وہ لفظ استعمال ہوتا ہے جسے کانگریس ہمیشہ استعمال کرتی ہے اور گورنمنٹ ہریجن جیسے لفظ کو رکھتی ہے جسے مہاتما جی نے جنم دیا تھا ۔ جس لفظ سے اچھوت سماج کو پکارا جاتا ہے ۔ شیڈولڈ کاسٹ فڈریشن کے اصول کے لحاظ سے مجھے اس لفظ سے سخت نفرت ہے ۔ میں سمجھتا تھا کہ کم از کم راج پرمکھ اس لفظ کو استعمال نہیں کرینگے کیونکہ اس سے قبل پچھلے زمانہ راج پرمکھ کے فرمان میں لفظ " درج فہرست اقوام " شائع کیا گیا تھا اور یہ کہا گیا تھا کہ درج کردہ طبقات میرے پردیش میں اکثریت میں ہیں اسلئے انکی فلاح و بہبود کے کام ہونے چاہئیں ۔ اس وقت کے فرمان اور راج پرمکھ کے موجودہ اڈریس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ راج پرمکھ کے خیالات میں کتنی تبدیلی آئی ہے ۔ مجھے لفظ " ہریجن " سے نفرت ہے ۔ جسطرح ایک شخص دوسرے کو گالی دیتا ہے اسیطرح لفظ ہریجن بھی ہمارے لئے ایک گالی ہے ۔

اب میں اڈریس کی دو تین باتوں کی طرف اشارہ کرنا ہوں اڈریس میں ذکر کیا گیا ہے کہ مائی گورنمنٹ (My Government) رپبلک میں عوام کی حکومت ہوتی ہے ۔ عوامی راج ہوتا ہے ۔ جنتا کی حکومت ہوتی ہے لیکن اڈریس میں مائی گورنمنٹ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں ۔ ٹریژری بنچس کی جانب سے تو بہت ہی زور و شور سے کہا جاتا ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے ۔ لیکن اڈریس جب تو مائی گورنمنٹ کے الفاظ ہیں تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہ پیپلز گورنمنٹ ہے یا نظام گورنمنٹ ہے ۔ جب یہاں ایک الکٹڈ گورنمنٹ آچکی ہے تو یہ الفاظ انہیں نہ استعمال کرنا چاہئے تھا ۔ اسطرف بیٹھنے والے آنریبل ممبرس الکشن لڑکر آئے ہیں یا پیسہ دیکر الکشن جیتے اور یہاں آئے ہیں میں اسکا ذکر کرنا نہیں چاہتا ۔ لیکن انکی طرف سے بھی کہا جاتا ہے کہ وہ عوامی نمائندے ہیں تو پھر موجودہ حکومت کو بھی عوامی حکومت کیوں نہیں کہا جاتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مائی گورنمنٹ کے الفاظ استعمال کرنے سے دال میں کالا معلوم ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ اڈریس میں جو پالیسی ظاہر کیگئی ہے وہ سرمایہ دارانہ حکومت کی پالیسی ہے جیسا کہ اڈریس سے پتہ چلتا ہے ۔

میں یہ عرض کررہا تھا کہ اڈریس میں شیڈولڈ کاسٹ کیلئے دو تین چیزیں بیان کیگئی ہیں ۔ انہوں نے کہا ہے کہ حیدرآباد پردیش میں ۵۰ ہزار ایکڑ زمین درج فہرست اقوام کو تقسیم کی ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ زمین لوگوں میں تقسیم کیگئی ہے یا کاغذ پر ہی اسکا اندراج ہے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ اراضیات تقسیم کیگئی ہیں مجھے اسکا تجربہ ہے کہ وہ محصورہ یا جنگلات کی زمینات کہکر انکو واپس لے لیا جارہا ہے ۔ اگر ۵۰ ہزار ایکڑ زمین دیگئی ہے تو اسکا اڈریس میں ذکر ہونا چاہئے تھا کہ اس وقت درج فہرست اقوام کے قبضہ میں کتنی ہے کیونکہ دراصل حساب لگایا جائے تو اتنی زمین درج فہرست اقوام کے قبضہ میں نہیں ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ

زمین دی ھی نہیں گئی - ممکن ھے تھوڑی بہت زمین دیگئی ہوگی -

ایک اور چیز جسکا اڈریس میں ذکر کیا گیا ھے وہ یہ ھے کہ ... ایکڑ زمین درج فہرست اقوام کو مکانات تعمیر کرنے کیلئے دیگئی ھے - جب یہ سوال ھمارے سامنے آتا ھے تو دیہاتوں کا پس منظر بھی ھمارے سامنے آجاتا ھے جہاں دیہاتوں میں مکانات کی تعمیر کیلئے یہ زمین دیگئی ھے - مشکلات یہ ھیں کہ جو اراضیات دیجاتی ھیں وہ شیڈولڈ کاسٹ پسند نہیں کرتے اور ان سے یہ بھی کہا جاتا ھے کہ تم بہت نزدیک ھوتے جارھے ھو اس لئے دو میل کے فاصلہ پر زمین لو اور تم ھم لوگوں سے دور رھو - لیکن یہاں کہا جاتا ھے کہ ھم انکی معاشی - معاشرتی اور سماجی حالات کو اور مشکلات کو حل کرنا چاھتے ھیں - جب ھم حکومت کی پالیسی کو دیکھتے ھیں تو بھی یہی بات ثابت ھوتی ھے کہ دو دو میل بستی سے دور مکانات تعمیر کرنے کیلئے زمین دیجاتی ھے - اچھوت سماج کا پلہ ایک طرف رھتا ھے اور دوسری طرف آپ لوگوں کے محلے رھتے ھیں - عوامی حکومت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ایسا ھرگز نہ ھونا چاھئے - پرسوں ھی یہاں ھریجنوں کی میٹنگ میں پارلیمنٹ کے ممبر شری کاجل کور نے کہا کہ اب پست اقوام کو چماروں اور مہاروں کو الگ رھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ھم کو بھی بستیوں میں رھنا چاھئے .. اسلئے میں پوچھنا چاھتا ھوں کہ جب حکومت کی یہ پالیسی ھے تو پھر کیوں دو میل بستی بسانے کیلئے دو میل کے فاصلہ پر زمین دیجاتی ھے - اور ایسی صورت میں ھم کسطرح اکھٹا رہ سکتے ھیں - اسلئے میں یہ کہونگا کہ جب دستور کے تحت بھی اچھوت سماج کا مسئلہ آتا ھے تو رولنگ پارٹی دستور پر عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ھے - آپ کو معلوم ھے کہ ۲۶ جنوری کا دن بڑی دھوم دھام سے منایا گیا - لیکن آپ نے اخباروں میں دیکھا ھوگا کہ اسطرف بیٹھنے والی حکومت کے ایک وزیر مسٹر شنکر دیو کو رام مندر گولی گوڑہ میں جانے سے روکا گیا آپ اس سے اندازہ لگاسکتے ھیں کہ جب آپکی کابینہ کے ایک منتری کو مندر میں جانے سے روکا جاسکتا ھے تو اچھوت سماج کے دوسرے لوگوں کی کیا حالت ھوگی - دوسرے اچھوتوں کو کسطرح کوئی مندر میں آنے دیسکتا ھے - اسلئے صاف الفاظ میں میں یہ کہدینا چاھتا ھوں کہ جب تک یہ حکومت اس رجحان کو کچل نہیں دیتی ھمارا کوئی مسئلہ حل ھونے والا نہیں ھے (چیرز) -

یہ کہا جاتا ھے کہ اچھوت سماج کے لڑکوں کیلئے اسکولس کھولے گئے ھیں اور انکی مفت تعلیم کا انتظام کیا گیا ھے لیکن جب ھم دیہاتوں میں دیکھتے ھیں تو یہ صاف ظاھر ھے کہ اچھوت سماج کے بچوں کو اب بھی دور بٹھایا جاتا ھے - اگر آپ اسکا ثبوت چاھتے ھیں تو مناپیپری میں تعلقہ ھنگولی کی مثال دیسکتا ھوں جہاں ایک مندر میں اسکول قائم کیا گیا ھے - وھاں اچھوت بچوں کو سیڑیوں کے نیچے بٹھایا جاتا ھے - آپ ھی بتلائیے کہ جب آپ دستور پر ھی عمل نہیں کررھے ھیں تو ھم آپ سے کیا امید رکھ سکتے ھیں -

یہ میں اسلئے عرض کررہا ہوں تاکہ آپ کو گذشتہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کے حالات میں کیا فرق آیا ہے وہ ظاہر ہو۔ میں یہ کہونگا کہ موجودہ حالات پہلے سے بھی بدتر ہوگئے ہیں۔

بجٹ کے سلسلہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اچھوت سماج کیلئے ۱۰ لاکھ کا پراویژن رکھا گیا ہے۔ اسکا ذرا تفصیل سے جائزہ لیجئے۔ میں جس تعلقہ سے کانگریس کو گرا کر آیا ہوں اس تعلقہ کے تحصیلدار سے ملا اور رقم کے سلسلہ میں بات چیت کی تو معلوم ہوا کہ پورے تعلقہ کیلئے صرف دو سو روپیہ باؤلیاں کھدوانے کیلئے اور دو سو پچاس روپیہ پورے تعلقہ میں مکانات تعمیر کرنے کیلئے جگہ خریدنے کیلئے رکھے گئے ہیں جس پر خود حکومت کے عہدہ دار ہنس رہے ہیں ۔ میں ایک دوسری چیز آپکو بتلانا چاہتا ہوں کہ انڈسٹریز کی ترقی کے سلسلہ میں صرف ۱۲ روپیہ دئے گئے ہیں ۔ میں صاف الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اچھوت سماج اب ان حالات کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہیں ۔ اگر آپ عوام کے خیالات اور انکے رجحانات کا لحاظ نہیں کرسکتے تو آپکو حکومت کرنے کا بھی کوئی ادھیکار نہیں ہے ۔ چاہے یہاں کسی کی بھی حکومت ہو خواہ وہ کانگریس ہو یا پی ۔ ڈی ۔ یف یا سوشلسٹ ہم ایسی حکومت چاہتے جو عوام کی بھلائی کے کام کرنا چاہتی ہے اور کرتی ہے ۔ دوسرے ممالک کی اتہاس آپکے سامنے ہے ۔ جب انہوں نے عوام کی بھلائی کا خیال نہیں کیا تو انکا کیا نتیجہ ہوا ۔ اب یہی حالات بھارت اور حیدرآباد میں بھی پیدا ہوگئے ہیں ۔ آج لوگ گورنمنٹ سے اپنی پریشانیوں کی وجہ سے بیزار ہوگئے ہیں کیونکہ انکا کوئی مسئلہ حل نہیں کیا گیا ہے اسلئے آپکو سوچنا چاہئے کہ آپ کیا کریں ۔

اڈریس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تقریباً ۷۰ لاکھ ایکڑ زمین محفوظ لگانداروں کے قبضہ میں ہے ۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ زمین آپکے کاغذوں پر ہوگی ۔ یہ ہند سے آپ نے راج پرمکھ کو بتلائے ہونگے یا راج پرمکھ نے آپ سے طلب کئے ہونگے لیکن حقیقت میں کیا ۷۰ ہزار ایکڑ زمین محفوظ لگانداروں کے قبضہ میں ہے اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے ۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو پتہ چلیگا کہ ۷۰ لاکھ کا ½ حصہ زمین لگانداروں کے قبضہ میں نہیں ہے ۔ میں اپنے تعلقہ سے ہی ایسی کئی مثالیں دیتا ہوں چنانچہ بسمت نگر میں ایک شخص کو تحصیل سے زمین کے قبضہ کیلئے آڈر بھی دیا جاچکا ہے لیکن وہ شخص اسپر قبضہ نہ کرسکا ۔ اسیطرح دوسری مثال میں ملک سنگی کی دونگا وہاں ایک شخص کا قبضہ ۲۰ سال سے ہے لیکن اسکو ہٹایا گیا اور اب تک دوبارہ قبضہ نہیں دلایا گیا ۔ لیکن یہ زمینات بھی حساب میں داخل ہونگی ۔ اسطرح ۷۰ لاکھ ایکڑ زمین تو بتلائی جاتی ہے لیکن در اصل لگانداری کے قانون پر عمل نہیں ہورہا ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ اسطرح پورے حیدرآباد اسٹیٹ کے کلٹیویٹیڈ ایریا (Cultivated area) کا ½ حصہ عوام کے قبضہ میں دیا گیا ہے ۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ زمین راضی نامے اور صلح نامے لکھوا کر دئے ہونگے لیکن در اصل زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا

بھی انہیں نہیں ملا ھے - میرے کہنے کا مقصد یہ ھے کہ حکومت کو جاننا چاھئے کہ صحیح چیز کیا ھے - جب ھمارے آنریبل اسپیکر اور انکے ساتھ میرے دوسرے آنریبل راؤ صاحب آئے تھے تو میں نے دو سو شیڈولڈ کاسٹ لوگوں کے ساتھ آنریبل اسپیکر سے پڑاؤ زمین کے سلسلہ میں بات چیت کیا اور انہیں ھنگولی کی یہ زمینات بتلائی تھیں - آپ حقیقت کو چھپا نہیں سکتے کیونکہ جتنا آپ چھپانے کی کوشش کرینگے اتنا ھی لوگ جاگ اٹھینگے اور ایک دن ایسا آئیگا جبکہ وہ اپنے حقوق کیلئے اندولن شروع کرینگے - اسلئے میں کہونگا کہ حکومت کو عوام کے رجحانات معلوم کرنا چاھئے اور اسکا اڈریس میں بھی لحاظ کیا جاتا تو بہتر ھوتا -

شری ڈپٹی اسپیکر .. آپ کا وقت ختم ھوگیا ھے -

شری مادھو راؤ نرلیکر . ایک منٹ اور - اڈریس میں .. کہا گیا ھے کہ میری سرکار نے یہ کیا اور وہ کیا - لیکن در اصل کچھ نہیں کیا گیا اور نہ آئندہ کرنے والی ھے - اسکے بعد میں یہ عرض کرونگا جیسا کہ ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ بیڑ .. عثمان آباد اور اورنگ آباد میں پانی کا مسئلہ نہایت اھم ھے اور خاص طور پر اچھوت سماج کے لوگوں کیلئے - چھوت چھات کی وجہ سے اچھوت سماج کے لوگوں کو پانی کی مشکلات پیش آتی ھیں اور انہیں گاؤں چھوڑ کر دوسرے مقامات میں سہارا لینا پڑتا ھے - میں گورنمنٹ سے اپیل کرونگا کہ ان لوگوں کو پانی کی مصیبت سے بچانے کیلئے باؤلیاں کھدوانے یا نہیں تو حکومت کی جانب سے پانی کی سپلائی کا انتظام کیا جائے یا پھر حکومت کی جانب سے ایک ایسا آرڈیننس نکالا جائے جسکے ذریعہ عام باؤلیوں اور خاص باؤلیوں پر جہاں دوسرے لوگ پانی بھرتے ھیں اچھوت لوگوں کو بھی پانی بھرنے کی اجازت دیجائے تاکہ پانی کا مسئلہ حل ھوسکے .. اتنا کہتے ھوئے میں ادباً عرض کرونگا کہ حکومت کو اپنے پالیسی میں تبدیلی کرنا چاھئے اور اچھوت سماج پر زیادہ توجہ دینی چاھئے کیونکہ وھی طبقہ آپ کی حکومت کو بنا بھی سکتا ھے اور بگاڑ بھی سکتا ھے ..

Shri M. S. Rajalingam: Mr. Speaker, Sir, The authoritative pronouncement on the policies of the Government is before us. After carefully going through the Rajpramukh's address, one would see that the policies under reference were within the limits of the Constitution and without encroaching upon the policies that could have formed the subject matter of the President's Address to be laid before the Parliament. If any thing contrary to the later part had happened, it only meant that we were uncharitable to the Members of the Parliament of this State and which is tantamount to a lack of faith in their discharge of duties and responsibilities bestowed in them. The Federal list in the Indian Constitution has specified the scope of subjects that can be dealt between the

State Legislature and Parliament. It is for us here to understand it and work it up to further the spirit of the One Nation Theory underlying it. So any move that shall weaken this basis and result in the formation of small independent Sovereign Republics cannot be appreciated by this House. With this background the question of the formation of Andhra and Vishalandhra States should be studied.......... I am confused......

శ్రీ జి. హనుమంతరావు—(ములుగ్). తెలుగులో మాట్లాడండి.

శ్రీ యం. యస్. రాజలింగం:—తల నొప్పిగా ఉంది....అలాగే చేస్తాను. (Re-organisation of the States) జరుగకపోయినట్లయితే మనం చాలా ఇబ్బందిలో పడతాము. పైగా చాలా ద్రోహం చేసిన వారమవుతాము. ఇటీవల Indian National Congress చేసిన Re-organisation of the States) తీర్మానం, విశాలాంధ్ర ఆశయానికి భిన్నంగా ఏమీ లేదు. స్వామీజీ ఇటీవల గద్వాలలో సర్వటిసూ విశాలాంధ్ర స్టేటులో చేరేందుకు తెలంగాణా సిద్ధంగా యుండాలని అన్నారు. ఈ విధంగా స్వామీజీ నెహ్రూగారల వైఖరిలో విశాలాంధ్రకు తావు లేకపోలేదు. కాని ప్రతిపక్ష సభ్యులు ఊహిస్తున్న విధంగా భారత రాజ్యాంగాన్ని (Loose Federal Structure) గా ఉంచి, అనంతరం చిన్న చిన్న (Sovereign independent Republics) తో దేశాన్ని నిర్మాణము చేయాలనుకుంటే, ఇది భారత రాజ్యాంగ చట్టము కోరిన ఫెడరేషన్ (Federation) కాజాలదు. పైగా జాతీయ ఐక్యతకు భారత రాజ్యాంగ చట్టమునకు మూల పునాదియైన (One nation theory) కి గొడ్డలిపెట్టు అవుతుంది. అందుకనే ఒక విషయం వారు దృష్టిలో ఉంచుకోవాలి. వారు, మేము కూడ ఆంధ్ర స్టేటు కావాలనేటప్పుడు విశాలాంధ్ర కావాలనే టప్పుడు ఏకాభిప్రాయులమే. కాని దేశీయ ఐక్యతకు జాతీయ ఐక్యతకు ఏక జాతీయ సిద్ధాంతానికి దెబ్బ తగిలే విధంగా ఆంధ్ర, విశాలాంధ్ర స్టేటుల నిర్మాణానికి మేము వ్యతిరేకులము అందుకని వారిని కోరేదేమంటే, అశ్రద్ధవల్ల గాని అమాయికత్వంవల్ల గాని, బుద్ధిపూర్వకంగా కాని ఆరాచక పరిస్థితులు తేబోకండి. అలా జరిగితే విశాలాంధ్ర నిర్మాణం వెనుక పడిపోతుంది. అదేవిధంగా (Sovereign independent Republic) నిర్మాణం విషయంతో నొక్కిచెప్పి అనుమానాలకు దారి తీయబోకండి. అప్పుడు విశాలాంధ్ర రాక తప్పదని మనవి చేస్తున్నాను. మన స్టేటుకు ప్రాతినిధ్యం వహించే పార్లమెంటు సభ్యులకు యీ విషయం వదలడంలో (Constitutional Propriety) ని గూడా దృష్టిలో ఉంచుకొన్న వారమవుతాము. అందుకనే కాబోలు రాజప్రముఖుని అడ్రసులో యీ విషయాన్ని పొందుపాటు చేయలేదనుకుంటాను—

ఇక రాజప్రముఖుని గురించి చెబుతాను. ఈ విషయం కూడా రాజప్రముఖుని అడ్రస్‌లో ఏమీ చెప్పబడలేదని ఆటంకము తెలుపుతున్నారు. అసలు రాజప్రముఖుకు వారికి ఉన్న ఘర్షణ పరసనల్ (personal) అని నేను అనుకొనజాలను. పోతే రాజప్రముఖ్ (Institution,

Federal Relics) యొక్క భాగం కాబట్టి పోవాలంటారా, ఏవిధంగా క్రమేణా మిగతా కొన్ని (Relics) నిర్మూలించ బడుతున్నాయో, అదేవిధంగా ఇది జరగవచ్చు. (Abolition of Cash grants, Replacement of O.S. Currency, by I. G. Currency Enfranchisement of Inams, etc., Federal Relics) తొలగించడమే కదా! అలా కాక రాజప్రముఖ్ రాజ్యాంగ చట్టములో ఒక భాగమనుకొంటాగా, చట్టాన్ని మార్పించేందుకై మనకు సంబంధించిన పార్లమెంటు సభ్యులను కోరు కోవాలి. అందాకా రాజప్రముఖ్ (Institution) పట్ల తగు గౌరవం చూపించక తప్పదు. వీటన్నిటి దృష్ట్యానే రాజప్రముఖ్ అడ్రెస్‌లో దీని ప్రసక్తి లేదు. అది ఉచితం కూడాను—

(Economic Policies) స్పష్టంగా లేదని ఒక ఆరోపణ చేయుబడింది. (Land Reforms Bill) ప్రవేశ పెట్టబోతున్నారు. అది చూస్తే ఒక విషయం స్పష్ట పౌతుంది. ఆర్థిక రంగంలో సమానత్వం తెచ్చేటప్పుడు మధ్యతరగతివారి అవసరాలు, వారి బీదతనం కూడా దృష్టిలో ఉంచుకుంటూ, (Land to the tiller) అనే నినాదాన్ని కార్య రూపంలో పెడుతున్నారనేది తెలుతుంది. ఈ జాగరూకత లేక పోతే చైతన్య వంతులౌతున్న లేబరు సంఘటితమై తమ అవసరాలు పూర్తి చేసుకోవడం, చైతన్యవంతులైనా, స్వభావ సిద్ధంగా (organise) కాలేని మధ్యతరగతివారు హీనస్థితి చెంది, దేశము యొక్క (Economic Structure) అంతా దెబ్బ తినే ఒక వాతావరణము ఏర్పడుతుంది. ఈ స్థితి రాకుండా ప్రభుత్వం వ్యవహరించ నున్నదని రాజ ప్రముఖ్ సందేశం చదివితే బోధ పడుతుంది.

(State Finance Corporation) ఏర్పాటు చేయుబడుతున్నది. అంటే (Private enterprises) కి (Corporation) ద్వారాను, తదితర విధంగానూ యింకా అవకాశాలున్నవి అన్నమాట. (Key industries) తదితర విషయాల పట్ల, (G.O.I.) వారి వైఖరే యీ సందేశంలో ఉందని వేరుగా చెప్ప నక్కర లేదు.

ఇక (Educational Policies) విషయంలో (University Education) బనారసు, ఢిల్లీ, అలిగఢ్ తో పాటే ఉస్మానియా యూనివర్శిటీ ఉంటుందని (Leader of the House) లోగా చెప్పనే చెప్పారు. ఈ సందర్భంలో చాలా రోజులనుంచి చెప్పాలన కొంటున్న ఒక్క విషయం చెపుతాను. అదేమంటే, ఉస్మానియా యూనివర్శిటీ సమస్య (Academic Level) నుంచి (Political level) కి తేవడంలో చాలా చిక్కులు ఏర్పడినవి. అది (Academic Level) లోనే ఉంటే హిందీ (Second language) గా యుంచాలా, (Medium of Instruction) గా ఉంచాలా అనే సమస్య ఒక్కటే ప్రాధాన్యం వహించేది. దానిని (Educational Experts) పరిష్కరించే వారు. కాని అలా కాక పోవడంతో ఏర్పడిన అసాధారణ వాతావరణం వల్ల యూనివర్శిటీ (Autonomous body) గా గుర్తించ బడింది. ఇప్పటికైనా యీసమస్యను (Acadamic level) లోనే ఉంచితే మంచిది.

(Secondary Education Policy) నూతనంగా భారత ప్రభుత్వం ఏర్పాటు చేసిన కమిటీ విచారణ దాని రిపోర్టుపై ఉంటుందని చెప్పబడింది. (Primary Education) పాలసీ విషయంలో ఎవరికీ భేదాభిప్రాయం లేదు. అది తొందరగా స్టేటు అంతా రాలేదనే ఆరోపణ తప్పు. అది (Resources) పై ఆధారపడిన సమస్య. (Resources) పెరిగిన కొలదీ ముందంజ వేయువచ్చని చెప్పుతూ, మధ్యలో మీకు చికాకు కలిగి నందుకు క్షమించమని కోరుతున్నాను.

شری مخدوم محی الدین (حضور نگر) - مسٹر اسپیکر سر - اس ایوان کے سامنے راج پرمکھ صاحب کا جو اڈریس پیش ہوا ہے اس پر بہت سے معزز ارکان نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے - میں بھی مختصر طور پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا کیونکہ میرے لئے صرف پندرہ منٹ رہگئے ہیں.. میں .. سمجھ رہا تھا اور جائز طور پر سمجھ رہا تھا کہ راج پرمکھ کا جو خطبہ ہوگا وہ حکومت حیدرآباد کی پالسی کا آئینہدار ہوگا اور ہم یہ بھی توقع کر رہے تھے کہ ریاست میں آج عوام کی جو حالت ہے عوام آج جن مسائل سے دوچار ہیں ان کا اس خطبہ میں جائزہ لیا جائے گا - کیونکہ جب تک ان مسائل کا جائزہ نہ لیا جائے آئندہ کے پروگرام کا تعین مشکل ہوگا مگر مجھے بیحد مایوسی ہوئی کہ راج پرمکھ صاحب کا جو اڈریس ہے وہ اوس رپورٹ کا جو ہمیں سپلائی کی گئی ہے ایک چھوٹا سا حصہ ہے - کل ان ہی باتوں کو ہمارے معزز رکن جنہوں نے راج پرمکھ کا شکریہ ادا کرنے کی قرار داد کے سلسلہ میں تقریر فرمائی تیسری مرتبہ دھرایا لیکن انہوں نے ایسی چیزوں کو دھرایا جنہیں سن کر ہمارے معلومات میں کوئی اضافہ نہیں ہوا اور کیسے ہو سکتا ہے جب کہ کہی ہوئی باتوں کو چپاچپا کر دھرایا جائے -

اوس وقت کی کابینہ پر نو کانفیڈنس موشن (No Confidence Motion) جو پیش کیا گیا تھا اور اس سلسلہ میں جن باتوں کا اظہار کیا گیا تھا اور اس کے بچاؤ کے لئے اوس طرف کے وزراء اور معزز ارکان نے جو دلائل پیش کئے تھے وہ اون تمام باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ وہ پرستاؤ (प्रस्ताव) یا رزولیوشن جو پیش کیا گیا تھا اتنا حاوی ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو پیش نظر رکھا جائے چنانچہ راج پرمکھ صاحب نے یہ سمجھکر کہ سارے عوام اور اپوزیشن کے سارے ارکان حکومت کے یکسالہ کار ناموں سے واقف ہوں محض اس نکتہ نگاہ سے انہوں نے اپنے کار ناموں کی فہرست پیش کی ہے بشرطیکہ یہ کار نامے کہلائے جاسکیں - اس کو ملحوظ نہیں رکھا گیا کہ حالات کا تقاضہ کیا ہے - عوام کی ضروریات کیا ہیں - عوام اس خطبے سے مایوس ہیں - حیدرآباد کے کیا حالات ہیں ان کا بار بار ہم نے ذکر کیا ہے - حکومت کے علم میں تمام چیزیں لائی گئی ہیں - مرہٹواڑی میں حالانکہ قحط کے آثار ہیں اس کو اسکیرسٹی (Scarcity) سے تعبیر کیا گیا ہے - نہ صرف مرہٹواڑی میں بلکہ ریاست کے دوسرے اضلاع میں بھی یہی حالات ہیں - تلنگانہ بھی ان ہی حالات سے دوچار ہے - چنانچہ ورنگل میں ایسے کئی واقعات پیش آئے ہیں - پالونچہ - نلگنڈہ اور دوسرے کئی مقامات میں قحط کے آثار ہیں -

حکومت کے علم میں یہ با تیں لائی گئی ہیں وہاں جانور مر رہے ہیں چارہ نہیں مل رہا ہے اور انسانوں کے لئے غذا میسر نہیں ہے۔ میں خود ان واقعات کا ذاتی طور پر مشاہدہ کر چکا ہوں اور آنے جانے والوں سے بھی ایسی خبریں مل رہی ہیں ۔ خاص طور پر تلنگانہ میں بعض مقامات ایسے ہیں جہاں غذائی اجناس دستیاب نہیں ہورہی ہیں ۔ پانی میسر نہیں آرہا ہے۔ جانوروں کے لئے چارہ نہیں ہے ۔کئی عورتیں بچے مرد ایسے ہیں جنہیں بھوکا سونا پڑتا ہے ۔ دوسری چیز یہ کہ بعض مقامات پر اب صرف ایک مہینہ کا چاول یا جوار باقی ہے ۔ دیہات کی آبادی کے سامنے یہ ایک اہم سوال بنا ہوا ہے کہ ایک مہینے کے بعد کیا کریں گے ۔ کہا جاتا ہے کہ کاشتکاروں کے پاس اناج نہیں ہے تو وہ بازار سے خریدیں گے لیکن کیسے خریدیں گے؟ پیسہ ہونا ۔ لیکن سوال یہ ہے کہ پیسہ کہاں سے آئے ۔ قرض لینا پڑیگا ۔ مگر غور طلب ہے کہ قرض کسے ملتا ہے؟ کون قرض دیگا ؟ بہر حال غذا کا مسئلہ ہے بہت بھیانک شکل اختیار کرگیا انسان کی ضروریات میں سب سے اہم غذا کا مسئلہ ہے اور راج پرمکھ نے اس مسئلہ کو اپنے اڈریس میں انتہائی تیڑے پن سے نظر انداز کردیا گیا ہے ایسے مسئلہ کو نظر انداز کردیا گیا ہے جس سے ایک کروڑ ۸۰ لاکھ انسانوں کی زندگی اور موت کا سوال ہے ۔ مزدوروں ۔ درمیانی طبقہ اور ملازمین سرکار کی زندگی کن مشکلات سے گزر رہی ہے اس کا اندازہ نہیں کیا گیا ہے ۔ کتنی گرانی ہے ۔ کتنی بیروزگاری ہے ۔ کتنے کارخانے بند ہورہے ہیں ۔ مزدوروں پر کام کا کتنا بوجھ بڑھ گیا ہے ۔ کتنے لوگ بے گھر ہونے کی وجہ سے پریشان ہیں ان تمام مسائل پر ایک جمہوری حکومت کو بشرطیکہ وہ جمہوری حکومت ہو غور کرنا چاہئے مگر افسوس کہ راج پرمکھ نے جو اڈریس دیا ہے اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے ۔

اڈریس میں بتایا گیا ہے کہ ڈی کنٹرول (Decontrol) کی پالیسی کی وجہ سے قیمتوں میں کمی ہورہی ہے ۔ یہ رجحان صحیح نہیں ہے کہ قیمتیں گھٹ رہی ہیں ۔ میرے پاس حکومت حیدرآباد کے دئے ہوئے اعداد و شمار ہیں ۔ اگر وہ میں پیش کروں تو معلوم ہوگا کہ کاسٹ آف لیونگ انڈکس (Cost of living index) بڑھ گیا ہے ۔ حکومت کے دئے ہوئے اعداد و شمار اسکے شاہد ہیں ۔ مثال کے طور پر میں کہونگا کہ مارچ اور اپریل کا مہینہ ایسا ہے جبکہ ہندوستان کے اندر سلمپ (Slump) آیا ہے ۔ خاص طور پر ایسے ممالک میں جہاں جنگ کی تیاریاں ہورہی ہیں ۔ مارچ میں جو غذائی اجناس کا انڈکس (۳۳۲-۳۳۵-۳۳۹) تھا اور سپٹمبر میں (۳۹۲-۳۸۳) ہوا اور اسکے بعد بڑھتے بڑھتے (۴۱۸-۴۱۴) تک پہنچ گیا ۔ بحیثیت مجموعی قیمتیں بڑھ گئی ہیں ۔ جنرل انڈکس (General index) بڑھ گیا ہے ۔ ٹریژری بنچس کے آنریبل ممبرس کا یہ کہنا کہ قیمتیں گھٹ رہی ہیں صحیح نہیں ہے ۔ اگر حکومت کی یہی پالیسی رہے تو عوام کی فلاح و بہبود کے سامان مہیا نہ ہوسکینگے ۔ آج جبکہ دنیا بڑے سنکھٹ ( ) سے گزر رہی ہے کسان بھی بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں ۔

حکومت کو اسکا خیال کرنا چاہئے کہ قیمتوں میں اضافہ نہو - بیروزگاری بڑھتی جارہی ہے - مزدوروں سے زائد کام لیا جارہا ہے - اسکے ساتھ ساتھ کاسٹ آف لیونگ انڈکس بڑھتا جارہا ہے جو فبروری میں (۱۰۰) تھا تو اپریل سنہ ۵۲ع میں (۱۶۳) ہوگیا - اسیطرح ملازم پیشہ طبقہ کی حالت بھی بری ہے - ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ نے اپنی کسی ایسی پالسی کا تذکرہ نہیں کیا جن سے یہ مسائل حل ہوسکے - برخلاف اسکے انڈسٹریز کے تعلق سے ایسی پالیسی حکومت نے اختیار کی ہے جس سے قومی دولت میں اضافہ نہیں ہوسکتا -

سرسلک اور سردور سلز کے بارے میں خاص طور پر ہندوستان کے چوٹی کے مناپاسٹ (Monopolists) کیاپٹلسٹ (Capitalists) اجارہ دار برلا کو دینے کا جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے اور عوام کے مفادات کے خلاف ہے - ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں یہاں کی صنعتوں کو دیکر ایک ایسی فضا تیار کیجارہی ہے جس سے باہر کے کیاپٹلسٹس (Capitalists) کے ہاتھ میں ہماری صنعتیں چلی جائیں -

آلوین مٹل ورکس - تاج گلاس ورکس - تاج کلے ورکس کے بارے میں میں یہ کہونگا کہ آلوین مٹل ورکس کا (۲۷) لاکھ کا کیاپٹل ضائع ہوا ہے - چار ہزار مزدوروں کی بجائے اسوقت نو سو مزدور کام کررہے ہیں - اسکے باوجود راج پرمکھ صاحب نے بڑے فخر کے ساتھ کہا ہے کہ ہمارا کیاپٹل (Capital) بڑھ رہا ہے - وہ جانتے نہیں ہیں کہ کارخانے کسطرح چل رہے ہیں اورکتنے کارخانے ایسے ہیں جنکی تالہ بندی کی نوبت آچکی ہے - عثمان شاہی اور اعظم جاہی ملز کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہاں کی پیداوار بڑھ رہی ہے مال زیادہ بن رہا ہے - پیداوار کیسے نہیں بڑھیگی اور مال کیوں زیادہ نہیں بنیگا جبکہ ایک ایک مزدور کو دو دو سانچوں کی بجائے چار چار سانچے چلانے پر مجبور کیا جاتا ہے ؟ مزدور پر کام کا بوجھ تو بڑھ رہا ہے لیکن اسکی آمدنی میں کوئی اضافہ نہیں ہوا - اسکی مالی مشکلات میں کوئی کمی نہیں ہوئی -

ہٹی گولڈ مائنس کا بھی یہی حال ہے - پہلے نو سو اونس سونا نکلتا تھا اب گیارہ سو اونس نکلتا ہے - مزدور اتنے ہی ہیں لیکن پروڈکشن بڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ انٹنسٹی آف ورک (Intensity of work) بڑھگیا ہے مگر افسوس ہے کہ راج پرمکھ صاحب نے یہ نہیں بتایا - ایک طرف تو مزدور پر کام کا بوجھ بڑھ رہا ہے اور دوسری طرف یہ کہ انکے ضروریات زندگی پوری نہیں ہورہی ہیں - جب انکے بونس (Bonus) کا سوال آتا ہے تو حکومت انکو نوٹس دیتی ہے - بونس نہیں دیا جاتا - ایسی صورتوں میں وہ ہڑتالیں نہ کریں تو کیا کریں ؟ آنربل ممبرس جانتے ہیں کہ آج مزدوروں کی کیا حالت ہے - ان مزدوروں کا ہوزنگ کنڈیشن (Housing condition) کیا ہے ؟ ہوزنگ اسکیم (Housing scheme) کا ذکر کیا گیا ہے کہ حیدرآباد میں

دس ہزار مزدوروں کیلئے مکان تعمیر کئے جائینگے اور جن مزدوروں کو مکانات دئے جائینگے اون سے دس فیصد کرایہ مکان لیا جائیگا یعنی جس مزدور کو سو روپیہ ملتے ہیں اسکو دس روپیہ کرایہ دینا پڑیگا ۔ لیکن میں آپکو بتاؤں کہ یہاں کا مزدور اس قابل نہیں ہے کہ وہ دس فیصد کرایہ اداکرسکے ۔

ہٹی کے مزدوروں کا مسئلہ جسکی وجہ سے اتنی بدنامی ہوئی اتنی تباہی ہوئی کیا ہے ؟ ہٹی کا واقعہ اس حکومت کے ماتھے پر ایک بدنما داغ ہے ۔ غور کرنے کی بات ہے کہ (۹ فٹ - ۱۳ فٹ) کا ایک کمرہ ہے جو ان مزدوروں کو دیا گیا ہے اس میں (۲۶) آدمی رہتے ہیں ۔ ایک ایک کمرے میں سات سات فیمایز (Families) رہتی ہیں جنہیں کیو (Queue) بنا کر ایک چولھے پر پکانا پڑتا ہے ۔ اتنی بڑی فیملی بیوی بچوں کو لیکر ایک غریب مزدور اس جہنم کے کونے میں گزارتا ہے ۔ یہی وہ وجوہات ہیں جن پر کئی دنوں تک ہڑتال ہوئی ۔ ہاؤس کے سامنے ان چیزوں کو لایا گیا ہے ۔ کتنا اکیوٹ (Acute) سوال ہے ؟ اسبارے میں حکومت حیدرآباد نے کوئی اسٹیٹمنٹ (Statement) نہیں دیا اور نہ راج پرمکھ صاحب نے اسکا کوئی ذکر کیا ۔ ہمیں یہ دیکھکر مایوسی ہوتی ہے کہ ایسے مسائل کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ۔ مزدوروں کے بارے میں کسی پالیسی کا اظہار نہیں کیا گیا کہ انکے مسائل کے حل کی بھی کوئی صورت نکالی جائیگی یا نہیں ۔ یہاں وہی پرانی چال چلی جارہی ہے ۔

وی ۔ وی ۔ گری صاحب نے جو سنٹرل گورنمنٹ کے وزیر ہیں کہا تھا کہ تمام کارخانوں میں ایک ایک یونین ہونی چاہئے ۔ دوسرے صوبوں کے مقابلہ میں یہاں کی حالت قابل افسوس ہے ۔ یہاں یونین ہے تو ایسی ہے جو نمائندہ یونین ہے ۔ اسکے ذریعہ کلکٹیو بارگیننگ (Collective bargaining) کیجاتی ہے ۔ کارخانے کا مالک ان سے بات تک نہیں کرتا ۔ جو مالک کارخانہ خلاف ورزیاں کرتے ہیں پولس انہیں تو نہیں پوچھتی الٹے مزدوروں کو پکڑتی ہے۔زندہ طلسمات کے کارخانہ دار پر کیس (Case) نہیں چلایا جاتا ۔ وہ قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے ۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کو نوکر رکھتا ہے اسکے خلاف مقدمات نہیں چلائے جاتے ۔ ہاں مزدوروں کو گرفتار کیا جاتا ہے ۔ ان پر مقدمے چلائے جاتے ہیں ۔ مزدوروں کے بارے میں آپکی حکومت کی یہ پالیسی ہے ۔ ان باتوں پر توجہ نہ کر کے راج پرمکھ نے اپنے کارناموں کی تفصیل سنائی ہے ۔ ۳-۴ سپٹمبر کی پولس فائیرنگ (Police firing) کا ذکر انہوں نے اپنے خطبے میں نہیں کیا جسمیں معصوم بچوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا ۔ فائرنگ سے متعلق تحقیقاتی کمیشن نے جو رپورٹ گورنمنٹ کے آگے پیش کی ہے انکو عوام جاننا چاہتے ہیں ۔ آخر عوام کے بیانات لئے گئے وکلاء نے پیروی کی اسکا نتیجہ کیا نکلا ؟ عوام نے اخبارات کے ذریعہ مطالبہ کیا کہ وہ فیصلہ عوام کے آگے رکھا جائے ۔ اگر گورنمنٹ سے غلطی ہوئی ہے تو اسکا اظہار بلا کسی جھجک کے کردینا چاہئے اور گورنمنٹ کو معافی چاہنی چاہئے ۔ لیکن

اب تک یہ نہیں بتایا گیا کہ کیا فیصلہ ہوا - حتی کہ راج پرمکھ کا اڈریس بھی اس خونین داستان کے بیان کرنے سے قاصر رہا -

حکومت نے یہ بھی کہا تھا کہ حالات درست ہونے پر وہ جمہوری طریقے رائج کریگی - حکومت نے یہ کہا تھا کہ ہم حالات درست ہونے پر ایک عام جمہوری طریقہ پر ڈٹینیوز کو رہا کرینگے - یہ صحیح بات ہے کہ آج چار ڈٹینیوز (Detenus) کو رہا کرنیکا آپ اعلان کررہے ہیں - لیکن ایک طرف تو یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم انکو رہا کرینگے لیکن اسیوقت دوسری طرف اکثر مقامات پر جہاں کسان اور مزدور کام کرتے ہیں وہاں کام کرنے والے ٹریڈ یونین کے لوگوں کو کام کرنا مشکل بنایا جا رہا ہے - محبوب نگر میں کوئی لوگ ڈاکے ڈال رہے ہیں لیکن کمیونسٹوں کو یہ کہکر کہ وہی ڈاکہ ڈال رہے ہیں گرفتار کیا جا رہا ہے - حضور نگر میں پچاسوں ایسے کیسس ہیں کہ دفعہ ۱۱۰ کے تحت کسان اور کارکنوں کو گرفتار کر کے جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے راماپن نگر میں لوگوں کو پکڑ کر بند کیا جا رہا ہے اسمیں موجودہ اسمبلی کے بھی کچھ ممبران ہیں جنکو پکڑ کر ان پر مقدمہ چلائے جا رہے ہیں - کچھ سال پہلے جن لوگوں کو ایک جرم کے چارج میں پکڑ کر گرفتار کیا گیا تھا انکو پھرسے اسی جرم کے لئے پکڑا جا رہا ہے اور ان پر کیسس چلائے جا رہے ہیں ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ساتھی ہیں جنکو ایک وقت جیل کے اندر بند کر کے رکھا گیا تھا لیکن پولس ان پر کیسس نہیں چلاسکتی تھی اسلئے رہا کیا گیا تھا انکو اے آرسں ایکٹ کے تحت پکڑ کر انکے عوامی کاروبار اور تنظیم میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے - میں نے یہ دیکھا کہ ایک نئی بات یہاں پر پیدا ہورہی ہے یہاں ایک طرف عوام کی طاقت بڑھ رہی ہے وہاں پولس کا تشدد جاری ہے میں حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ سچ مچ جمہوریت کے طریقہ پر کاروبار چلانا چاہتے ہیں تو اسے ان لوگوں پر چلائے جانے والے کیسس کو واپس لینا چاہئے - اور انکے وارنٹس (Warrants) کو بھی واپس لینا چاہئے - اسکو اپنی ریپریشن (Repression) کی پالیسی کو چھوڑ دینا چاہئے - یہ جو سنکٹ (संकट) ہے اسکو دبانے کا یہ طریقہ نہیں ہے - آپ عوامی تنظیم کے کاریہ کرتاؤں کو (कायंकरताओंको) کیسس میں پھنسا کر اپنے مسائل حل کرنیکی کوشش کرینگے تو وہ ممکن نہیں ہے - آپ اس پالسی کو چھوڑ دیجئے - لوگوں کو کیسس میں ڈالکر جیلوں کے اندر بند کر کے آپ سنکٹ کو دور نہیں کرسکتے - میں یہ توقع کرتا ہوں کہ حکومت اس پر غور کر کے عام معافی کا اعلان کریگی - آج لوگ بیگناہ گرفتار ہورہے ہیں تشدد بڑھتا جا رہا ہے ٹارچرس (Torchers) ہورہے ہیں - پولس کے ذریعہ بیرحمی سے ستایا جا رہا ہے - مارا اور پیٹا جا رہا ہے - جہاں ڈاکو ڈاکے ڈال رہے ہیں وہاں کمیونسٹوں کو ڈاکے ڈالنے کے الزام میں مارا اور پیٹا جا رہا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اپنی اس پالیسی میں تبدیلی کریگی - ہر تنظیم کو اپنا کام کرنیکا پورا اختیار ہونا چاہئے -

آخر میں میں ایک بات عرض کرونگا جو کہ کائنیج (Coinage) کے سلسلہ میں ہے - .... (Bell)

ٹائم ختم ہونیکی گھنٹی بجی صرف ۲ منٹ میں میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - حالی سکہ جاکر یہاں اب جلد ہی کلدار سکہ چلنے والا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اسکی وجہ سے جاگیر شاہی رکاوٹیں تھیں اور ہندوستان کے مارکٹوں اور بازاروں کو اکھٹا کرنے میں جو دقتیں تھیں وہ دور ہونگی - اسلئے یہ ماننا پڑیگا کہ یہ ایک بہت ہی مناسب قدم حیدرآباد کی حکومت کے طرف سے اٹھایا جا رہا ہے لیکن ساتھ ساتھ مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اسکی وجہ سے عارضی طورپر قیمتیں بڑھینگی - وہ کتنی بڑھینگی یہ نہیں کہا جاسکتا اب جو ۱۱۶-۱۰-۸ جو بٹاون کا بھاؤ ہے اتنی تو قیمتیں نہیں بڑھینگی ایسا لوگوں کا خیال ہے - لیکن اندازہ ہے کہ ۱۰ یا ۱۱ فیصدی قیمتیں ضرور بڑھینگی - اس تبدیلی کیوجہ سے جو ہول سیل ڈیلرس (Whole-sale dealers) ہیں انکی قیمتوں میں زیادہ فرق نہیں پڑیگا لیکن جو رٹیل ڈیلرس (Retail dealers) ہیں اور جو چھوٹے سکوں میں لین دین کرتے ہیں ان پر اسکا بہت بڑا اثر ہونیکا ڈر ہے - جو غریب طبقہ کے لوگ ہیں خاصکر چھوٹا بیوپار کرنے والے یا چھوٹی تنخواہ پانے والے ان پر اسکی بہت بڑی مار آنیوالی ہے - مثال کے طور پر ترکاری خریدنے کا سوال لیجئے - ترکاری بیچنے والے کو تین پیسے کی ترکاری دینی پڑتی ہے - پان والے کو بیس پیسے میں پان دینا پڑتا ہے - اس طرح سے روزمرہ کی زندگی کیلئے نہایت ضروری چیزیں جیسے کہ نمک مرچ آٹا دال وغیرہ ان کے خریدنے میں غریب لوگوں پر بڑی مصیبت پڑنے والی ہے - اگر چھوٹے سکہ میں بھی تبدیلی کیجائے تو غریبوں کو بہت تکالیف اٹھانے کا اندیشہ ہے - ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اس بارے میں اپنی پالیسی ظاہر کردے - ہماری توقع تھی کہ فینانس منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ روشنی ڈالینگے لیکن انکے اسٹیٹمنٹ میں کچھ بھی نہیں کہا گیا - میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلہ میں حکومت اپنی پالسی کا اعلان کریگی - ہمارا اندازہ ہے کہ قیمتیں حالی کی جگہ کلدار ہونے سے اتنی زیادہ نہیں بڑھینگی لیکن یہ بھی نہیں ہے کہ جتنی قیمتیں آج ہیں اتنی ہی رہینگی - جو چھوٹے سکوں کا استعمال کرنے والے لوگ ہیں ان پر اسکا بوجھ پڑنے والا ہے اسلئے جو لوپیڈ (Low paid) اسٹاف ہے یعنی جو ۱۵۰ روپیے تک تنخواہ پاتے ہیں انکے بارے میں سنٹ پرسنٹ نیوٹرالائزیشن (Cent per cent neutralisation) ہونا چاہئے - جنکو ۱۰۰ یا ڈیڑھ سو روپیہ حالی ملتا ہے انکو اتنا ہی کلدار ملنا چاہئے - اور اسکے اوپر تنخواہ پانے والوں کیلئے دس پرسنٹ تک نیوٹرالائزیشن کیا جاسکتا ہے - ہمارے مارکٹوں میں اسٹابلٹی (Stability) آنے تک چھوٹے سکوں کا چلن جاری رکھنا چاہئے - حالانکہ اسمیں بتایا گیا ہے کہ دھیرے دھیرے سکہ میں تبدیلی کیجائیگی - اور ایک سال تک لوگ حالی سکہ واپس کرسکینگے - لیکن اسکے بارے میں کوئی مقررہ تاریخ طے نہیں کیگئی ہے - بہت

سی باتیں عرض کرنی ہیں ۔ لیکن وہ میں بجٹ کے موقع پر کہونگا ۔ ایک بات آخر میں یہ کہنی پڑتی ہے کہ اس اڈرس کو دیکھکر مجھے بڑی مایوسی ہوئی ہے ۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت موجودہ حالات سے بے خبر ہے ۔ اس سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ عوام کی جو ضروریات ہیں کھانے سے روٹی کپڑے کی ۔ اسکی خبر آخر حکومت کو ہے یا نہیں ؟ میں جانتا ہوں کہ یہ چیزیں ایسی ہیں جنکے بارے میں بجٹ کے وقت بات چیت ہوسکتی ہے لیکن عوام کی جو ضروریات ہیں ان پر اس خطبہ میں کسی قسم کی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے اور عوام کو امیجیٹ رلیف (Immediate relief) دینے کے بارے میں کانگریس نے جو وعدے کئے تھے انکو بھی پورا نہیں کیا گیا ہے ۔ اور انکے بارے میں بھی کوئی روشنی اسمیں نہیں ڈالی گئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- اب ہاؤس اڈجرن ہوتا ہے ہم پانچ بجکر دس منٹ پر ملینگے ۔

The House re-assembled after recess at ten minutes past Five of the Clock.

[Mr. Speaker in the Chair.]

Mr. Speaker: We shall now take up the amendments.

Shri Ankush Rao Ghare: I beg to move that at the end of the Motion the following be added, namely,

" But regret to note that the Government has not completed the task of bringing the ex-Jagir villages on par with the Diwani villages ; and the grant of 25 % relief in assessment has not been given uniformly in respect of all such ex-jagir villages ".

Mr. Speaker: Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be moved ; namely,

' But regret to note that the Government has not completed the task of bringing the ex-jagir villages on par with the Diwani villages ; and the grant of 25 % relief in assessment has not been given uniformly in respect of all such ex-jagir villages '.

Shri Viswas Rao Patel: Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added namely,

'But regret that the amount sanctioned by the Government for relief work in some parts of the State in general and in Marathwada in particular has been very meagre and inadequate compared to the gravity of the situation'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the amount sanctioned by the Government for relief work in some parts of the State in general and in Marathwada in particular has been very meagre and inadequate compared to the gravity of the situation'.

Shri Viswas Rao Patel: Sir, I beg to move :

"That at the end of the Motion the following be added namely,

'But regret that adequate steps have not been taken by the Government to eradicate corruption in public service"

Mr. Speaker : Amendment moved :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that adequate steps have not been taken by the Government to eradicate corruption in public service'.

Shri Bhagwanrao Boralkar : Sir, I beg to move :

"That the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that in spite of the declared policy of the Government to make primary education free and compulsory in State no provision has been created to realise this idea'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that in spite of the declared policy of the Government to make primary education free and compulsory in State no provision has been created to realise this idea'.

**Shri U. K. Nagaiah :* Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret to note that the Government has been callously silent over the growing miseries of the scheduled tribes without envisaging any measures for their social and economic betterment '.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret to note that the Government has been callously silent over the growing miseries of the scheduled tribes without envisaging any measures for their social and economic betterment '.

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that the address does not lay down adequate policy regarding the working class and it does not suggest any plan as to fixing up of basic wage, linking up of dearness allowance with index number, providing bonus and other social security measures, recognition of unions and adequate housing, and, in general, provisions to meet unemployment consequent to schemes of rationalisation '.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that the address does not lay down adequate policy regarding the working class and it does not suggest any plan as to fixing up of basic wage, linking up of dearness allowance with index number, providing bonus fund and other social security measures, recognition of unions and adequate housing and, in general, provisions to meet unemployment consequent to schemes of rationalisation."

* As the hon. Member could not read the amendment in English standing in his name, hon. the Speaker read the amendment for him.

Mr. Speaker: The next amendment, standing in the name of Shri S. Ramanadhan, need not be moved as it is practically the same as amendment No. 6, moved by Shri Makhdoom Mohiuddin.

(Amendment No. 7 not moved).

Shri V. D. Deshpande: I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the working of the five-year plan does not really industrialise Hyderabad and give fillip to agriculture as to solve the problem of poverty, hunger and unemployment'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the working of the five-year plan does not really industrialise Hyderabad and give fillip to agriculture as to solve the problem of poverty, hunger and unemployment'.

Shri V. D. Deshpande: I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the proposed conversion of Osmania University to the Centre is not as yet abandoned and no policy is laid down to constitute it as providing for the University Education in all the major languages of the State'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added namely,

'But regret that the proposed conversion of Osmania University to the Centre is not as yet abandoned and no policy is laid to constitute it as providing for the University Education in all the major languages of the State',

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that the policy of the Government regarding development of industries is unhelpful, inadequate and inefficient inasmuch as (*a*) the Government-run-industries are not run with efficiency and due regard to the welfare of the workers ; (*b*) no adequate fillip is given to local industries and the existing managing agencies are being transferred to monopolists ; and (*c*) there is no basic plan of industrialisation ' .

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that the policy of the Government regarding development of industries is unhelpful, inadequate and inefficient inasmuch as (*a*) the Government-run-industries are not run with efficiency and due regard to the welfare of the workers ; (*b*) no adequate fillip is given to local industries and the existing managing agencies are being transferred to monopolists ; and (*c*) there is no basic plan of industrialisation ' .

Shri Makhdoom Mohiuddin : Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that no concrete steps are being contemplated to arrest the growing unemployment in the State to provide work or relief to those who are already unemployed ' .

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that no concrete steps are being contemplated to arrest the growing unemployment in the State to provide work or relief to those who are already unemployed ' .

(۱۰) شری گوپڈی گنگا ریڈی - میں حسب ذیل ترمیم نواسیکر صاحب کے پیش شدہ شکریہ کے پرستاؤ میں پیش کرنا چاھتا ھوں -

”حسب ذیل جملے درستاؤ کے آخر میں بڑھانا چاھتا ھوں -

لیکن افسوس کی بات ھے کہ منتخبہ میونسپل باڈیوں میں نامزدگی کے اصولوں کی متعدد بار اور شدید مخالفت کے باوجود حکومت نے اس جانب اپنی پالیسی کی تبدیلی کا ذکر نہیں کیا - اور گو کہ گرام پنچایتوں کو اپنے کارو بار انجام دینے کا کام سونپا گیا ھے لیکن حکومت کی جانب سے مناسب مالی امداد اور ھدایات نہیں ملتے جس کی وجہ سے وہ کم وبیش معطل ھوگئے ھیں -

Mr. Speaker : Amendment moved :

" But regret to note that in spite of vehemnant and emphatic protest to the principle of nomination of members to the elected local bodies Government have not shown any change of policy in this direction. That though the village panchayats have been entrusted with the work of local affairs due to lack of financial help and proper direction from the Government, they have more or less become defunct. "

(*Shri G. Rajaram*: Mover of amendment No. 11, was found absent in the House and so the amendment standing in his name was not moved.)

(*Shri Sham Rao Naik*: Mover of amendment No. 12, was found absent in the House, and so the amendment standing in his name was not moved.)

Shri Ch. Venkat Ram Rao : I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that adequate steps have not been taken for the repatriation of the Police forces who are here on deputation and that no mention has been made of the repatriation of the officers in the various Government Departments'.

Mr. Speaker : Amendment moved.

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that adequate steps have not been taken for the repatriation of the Police forces who are here on deputation and that no mention has been made of the repatriation of the officers in the various Government Departments'.

Shri K. Ramachandra Reddy : Sir, I beg to move :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,-

'But regret that effective steps have not been taken to stop immediately the eviction of tenants from lands which is going on on large scale'.

Mr. Speaker : Amendment moved.

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that effective steps have not been taken to stop immediately the eviction of tenants from lands which is going on on large scale'.

Shri K. Ramachandra Reddy : Sir, I beg to move :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the special laoni rules prevalent are quite inadequate'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the special laoni rules prevalent are quite inadequate'.

Mr. Speaker : Amendment No. 16, standing in the name of Shri Vaman Rao Deshmukh, is practically the same as amendment No. 2, moved by Shri Viswasrao Patel. This amendment need not therefore be moved.

Shri Uddhav Rao Patil : Sir, I beg to move :

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the amount sanctioned for the rehabilitation of the displaced persons is quite inadequate and even that amount has not been properly used'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the amount sanctioned for the rehabilitation of the displaced persons is quite inadequate and even that amount has not been properly used'.

Shri Makhdoom Mohiuddin: Sir, I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that no steps are contemplated to prevail upon the Government of India to take measures for—(*a*) disintegration of Hyderabad State on the linguistic basis, (*b*) reconstitution of the adjoining provinces on the basis of language and culture, (*c*) integration of the linguistic regions of Hyderabad State into corresponding reconstituted linguistic provinces; (*d*) integration of the Telugu speaking area immediately in the proposed Andhra State'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

"But regret that no steps are contemplated to prevail upon the Government of India to take measures for (*a*) disintegration of Hyderabad State on the linguistic basis, (*b*) reconstitution of the adjoining provinces on the basis of language and culture, (*c*) integration of the linguistic regions of Hyderabad State into corresponding reconstituted linguistic provinces; (*d*) integration of the Telugu speaking area immediately in the proposed Andhra State".

Shri B. D. Deshmukh: Sir, I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

"But regret that though conditions of scarcity and famine exist over wide areas of the State adequate steps for famine relief are not taken'.

Mr. Speaker : Amendment moved:

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

' But regret that though conditions of scarcity and famine exist over wide areas of the State adequate steps for famine relief are not taken'.

Shri K. V. Rama Rao : Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that no policy is laid down to declare a general political amnesty leading to release forth with all political prisoners whether convicted, under-trial or detenus and despite the obvious charges being ostensibly other than political, and to cancel all warrants on politicals which will create a free and democratic atmosphere in which all political parties and groups can work legitimately'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

'That the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that no policy is laid down to declare a general amnesty leading to release forthwith all political prisoners whether convicted, under-trial or detenue and despite the obvious charges being ostensibly other than political, and to cancel all warrants on politicals which will create a free and democratic atmosphere in which all political parties and groups can work legitimately'.

Shri K. Venkiah : Sir, I beg to move :

"That at the end of the Motion the following be added namely,

'But regret that the present system of compulsory levy collection is not all together abandoned and a proper system of procurement of grains from the landlords on graded basis is not evolved while no steps are contemplated to arrest the increase of prices consequent on derationing and a stopping of food subsidy by the Government of India'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added namely,

'But regret that the present system of compulsory levy collection is not all together abandoned and a proper system of procurement of grains from the landlords on graded basis is not evolved, while no steps are contemplated to arrest the increase of prices consequent on derationing and stopping of food subsidy by the Government of India'.

Shri K. L. Narsimha Rao: Sir, I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that adequate funds are not being contemplated to be provided for the welfare of Scheduled classes and tribes nor any adequate schemes are being worked in this respect'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that adequate funds are not being contemplated to be provided for the welfare of scheduled classes and tribes nor any adequate schemes are being worked in this respect'.

Shri V. D. Deshpande: Sir, I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the work of relief and rehabilitation to those affected before and after Police Action is halting and inadequate and no proper steps are being taken to restore their properties'.

Mr. Speaker: Amendment moved:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the work of relief and rehabilitation to those affected before and after Police Action is halting and inadequate and no proper steps are being taken to restore their properties'.

Shri M. Buchiah: Sir, I beg to move:

"That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that nothing has been mentioned about the 'Tree to the Tapper Scheme' which the Government failed to implement during last year and assured to be implemented this year'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that nothing has been mentioned about the 'Tree to the Tapper Scheme' which the Government has failed to implement during last year, and assured to be implemented this year'.

Shri K. Ananth Reddy : Sir, I beg to move :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the Government has not contemplated and laid down a clear-cut policy to have an effective control and check the vast prevailing maladministration and corruption in the industries in which the Government has a major share'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the Government has not contemplated and laid down a clear cut policy to have an effective control and check the vast prevailing maladministration and corruption in the industries in which the Government has a major share'.

Shri Rajmallu : Sir, I beg to move.

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the land policy of the Government is half-hearted which does not meet the expectations of the tillers of the soil'.

Mr. Speaker : Amendment moved :

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret that the land policy of the Government is half-hearted which does not meet the expectations of the tillers of the soil'.

Shri G. Sreeramulu: Sir, I beg to move:

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the Government have miserably failed to minimise if not root out, the growing corruption malpractices and stagnation in public services, to protect all the tenants from deteriorating condition and adverse effects resulting out of Tenancy Act due to corrupt means adopted by the feudal classes and to satisfy the people in any sector of administration.'

Mr. Speaker: Amendment moved:

" That at the end of the Motion the following be added, namely,

'But regret to note that the Government have miserably failed to minimise if not root out the growing corruption malpractices and stagnation in public services, to protect all the tenants from deteriorating condition and adverse effects resulting out of Tenancy Act due to corrupt means adopted by the feudal classes and to satisfy the people in any sector of administration.' "

Now, most of the amendments have been moved except a few. Will it be possible to finish the discussion before 7.00 P.M. today ?

Shri V. D. Deshpande: I do not think we can finish the discussion today. We have to continue it tomorrow also. According to the schedule, we have 2 days' discussion. But due to certain unfortunate incident, we could not do it. So we can continue it till tomorrow and finish it tomorrow.

Mr. Speaker: I hope, we should be able to finish the discussion by 4.0 P.M. tomorrow. After all, all the amendments put together practically aim at one conclusion. Any how, we shall try to finish by tomorrow.

Now, we shall have a general discussion on all these amendments. There are about 27 amendments of which 2 or 3 have been dropped. I do not think every mover of the amend-

ment will have a chance to speak and so I do not call upon every mover to speak. Those who stand up and catch the eye of the Speaker will be allowed to speak.

شری اننت ریڈی (نالکنڈہ) - مسٹر اسپیکر سر - جو اڈریس ہمارے سامنے پیش کی ہے اس کے متعلق یہ کہا گیا اور بجا طور پر کہا گیا کہ یہ ایک اڈ منسٹریٹیو رپورٹ ہے - اس کے سوا یہ کچھ نہیں - حالانکہ راج پرمکھ کے اڈریس کے ذریعہ حکومت کی آئندہ پالیسیز اور ڈیٹیلڈ پروگرام ہاؤس کے سامنے رکھا جاتا ہے - ہم اس میں یہ چیز نہیں پاتے - اس جانب کے ایک آنریبل ممبر نے کہا کہ یہ غلط ہے کہ یہ اڈریس صرف ایک رپورٹ ہے اڈمنسٹریشن پر ایک ریویو ہے بلکہ اس میں کچھ پالسیز اور وہ بھی ترقی یافتہ شکل میں پیش کی گئی ہیں - میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی ایسی پالیسی پیش کی گئی ہے جس سے یہ اندازہ لگایا جاسکے کہ بجا طور پر حکومت کا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا ہے - آنریبل ممبر نظام آباد نے اس چیز کو پیش کیا کہ حکومت دراصل اس اڈریس میں ایک کلیر کٹ (Clear cut) اور ترقی پذیر پالیسی پیش کررہی ہے - میں سمجھتا ہوں یہ ان کی دل کی آواز نہیں ہے - اور یہ کہتے ہوئے شائد وہ اپنا فرض پورا کررہے تھے یہ صرف ان کی زبان کی آواز تھی - کیونکہ میں ان سے روزمرہ کی ملاقات سے ان کے دلی جذبات سے واقف ہوں اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ اپنا ڈفنڈ کرنے کا فرض پورا کررہے تھے - حیدرآباد کے عوام یہ محسوس کر رہے تھے کہ اس ایک سالہ تجربہ کی بناء پر سیاسی زندگی اور معاشی ڈھانچے میں کوئی بنیادی تبدیلی ہوگی - لیکن کچھ نہیں ہوا - ہمارے پاس کچھ ایسے مسائل تھے جنہیں آسانی سے حل کیاجاسکتا تھا - جو کانسٹی ٹیوشن کے بندشوں میں نہیں آتے - جب ہم کوئی مطالبہ کرتے ہیں تو ٹریزری بنچز کی جانب سے ہر مرتبہ یہی کہا جاتا ہے کہ اس مطالبہ کو پورا کرنے میں کانسٹی ٹیوشن مانع ہے یا یہ قانونی پابندیاں ہیں - لیکن ایسے بہت سے مسائل ہیں جن میں کانسٹی ٹیوشن کی کوئی رکاوٹ نہیں - مثال کے طور پر میں کہوں گا کہ بیروزگاری کو دور کرنے کا مسئلہ ہے - انسداد گداگری کا مسئلہ ہے - ان مسائل کے حل کرنے میں افکٹیو میژرس (Effective Measures) اختیار کئے جاسکتے ہیں - تنخواہوں میں جو ڈسپیارٹی (Disparity) ہے اس کو ٹیکل کرنا ہے - آرگنائیزڈ مزدوروں کو مینجمنٹ میں مساوی حصہ دینے کا سوال ہے ان مسائل کے حل کے لئے ہم کو پراگریسیو اسٹپ (Progressive step) لینا چاہئے - یہ ایسی چیزیں ہیں جن کے حل میں کانسٹی ٹیوشن آڑے نہیں آتا - حکومت انہیں حل کرسکتی ہے - یہ چیزیں اسمبلی کے پرویو (Purview) میں ہیں - لیکن انہیں ٹیکل نہیں کیا جاتا ہم اس اڈریس میں کوئی چیز نہیں پاتے جس کے لحاظ سے یہ کہا جاسکے کہ ہمارا قدم آگے کی طرف بڑھ رہا ہے - اڈریس پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اسی نظام شاہی دور میں ہیں جو آج سے دس سال پہلے تھے - میرے کہنے کا یہ مطلب ہے کہ عوام جس چیز کی توقع

کر رہے تھے حکومت نے اس ایک سالہ مدت میں کچھ نہیں کیا ۔ ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے کہ ہم عوام کا کوآپریشن (Co-operation) چاہتے ہیں ۔ عوام کے سامنے فائیو ایر پلان (Five Year Plan) کا محض ایک خوشنما تصویر رکھدینے سے کوآپریسن حاصل نہیں ہوتا ۔ بلکہ ایسی فضا پیدا کی جانی چاہئے تھی عوام میں ایک ایسا جذبہ پیدا کیا جانا چاہئے تھا جس سے عوام یہ محسوس کرتے کہ انہیں حکومت کے ساتھ کوآپریشن کرنا لازمی ہے ۔ حکومت نے جو فائیو ایر پلان پیش کیا ہے وہ ایسے اکنامک بیک گراؤنڈ (Economic background) میں پیش ہوا ہے جس سے اس کے کامیاب ہونے کی توقع نہیں ہے ۔ اس کے لئے اس فضاء کو بدلنے کی ضرورت ہے جو نظام شاہی دور سے ورثہ میں ملی ہے ۔ ان حالات میں یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ عوام اسی جوش و خروش سے اس کا سواگت کریں گے جس کی آپ توقع کر رہے ہیں ۔ ان حالات میں آپ عوام کے کوآپریشن کی کیسے توقع کر سکتے ہیں ۔ کوآپریشن کے لئے پہلے فضاء کو تبدیل کرنا ہے ۔ اور میں یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ فضاء کو بدلنے میں گورنمنٹ نے کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے ۔

اب میں اڈمنسٹریشن کی طرف آنربل ممبرس کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ میں یہ کہوں گا کہ ہمارے حیدرآباد کا اڈمنسٹریشن بالکل گری ہوئی حالت میں ہے اور روز بروز گرتا ہی جارہا ہے ۔ مال اڈمنسٹریشن نپوٹیزم (Nepotism) کرپشن (Corruption) یہ چیزیں روزمرہ ہمارے سامنے آتی ہیں ۔ اور میں یہ بجا طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس خرابی کے ذمہ دار ایک سیاسی ادارہ کے کارکن ہیں یہ وہ سیاسی ادارہ ہے جو آج حکومت پر حاوی ہے ۔ میں بلا شک و شبہ کہہ سکتا ہوں کہ آج اضلاع میں کلکٹر حکومت نہیں کرتے بلکہ وہاں کی کانگریس کے پردھان و کاریہ کرتا حکومت کرتے ہیں ۔ ان کے اشاروں پر حکومت چلتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کلکٹروں اور دوسرے عہدہ داروں کے تبادلے انکے اشارہ پر ہوتے ہیں ۔ اگر کوئی عہدہ دار وہاں کے کانگریس کے کاریہ کرتاؤں کی نہ مانے تو وہ وہاں ٹک نہیں سکتا ۔ پھر آپ کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ وہاں کا اڈمنسٹریشن ایفیشنٹ رہ سکتا ہے اور لوگوں میں بھروسہ پیدا کیا جاسکتا ہے ۔

دوسری چیز میں جسکی جانب ہاؤز کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ ہمارے کسانوں کا روزمرہ کا مسئلہ ہے ۔ افسوس ہے کہ وہ بھی اسیطرح ہے جیسا پہلے تھا ۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پاس حکومت کے جو مختلف محکمہ جات ہیں ان میں کوآرڈینیشن (Co-ordination) نہیں ہے ۔ میں نظام آباد کی انسٹنسس (Instances) دیکر یہ واضح کرونگا کہ کسطرح حکومت کے مختلف محکمہ جات میں کوآرڈینیشن نہیں ہے ۔ وہاں تالاب ٹوٹ گئے ہیں ۔ وہاں کے تالابوں کے ماٹ مسدود ہوگئے ہیں جو

چار پانچ ہزار کے صرفہ سے درست ہوسکتے ہیں - آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا کہ نظام ساگر کی وجہ سے بعض لوگ نظام آباد کو جنت سمجھتے ہیں - لیکن کچھ حصے ایسے ہیں جو نظام ساگر سے مستفید نہیں ہوتے - وہاں دوتین سال سے محض قحط کے حالات نمایاں ہیں کیونکہ تالاب ٹوٹ گئے ہیں اور پانی نہیں ہے - مال کے عہدہ دار کہتے ہیں کہ ۳-۴ ہزار سے ماگ اور ۱۰-۱۲ ہزار سے تالاب تعمیر کئے جا سکتے ہیں - وہ محکمہ آبپاشی کو بڑی اچھی اور لمبی چوڑی سفارش کرتے ہیں - لیکن یہاں آکر یہ کارروائی پڑی رہتی ہے - یہی نہیں بلکہ لوگ آدھی رقم صرف کرنے اور کام کرنے کیلئے بھی تیار ہیں کہا یہ جاتا ہے کہ بڑا اچھا ایڈیا (Idea) ہے - جب وہ کام کرنے اور نصف رقم لگانے کیلئے تیار ہیں تو بھی پانچ چھ مہینے گزر جاتے ہیں اور اسکے بعد بھی کچھ نہیں ہوتانا - لہذا جو مشکلات پہلے تھیں وہ اب بھی ویسی ہی باقی ہیں - اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو مسائل ہیں وہ صحیح طور پر حل کئے جائیں - جب منسٹر صاحب وہاں آتے ہیں تو وہ یم ایل اے سے ملنے کی تکلیف گوارہ نہیں فرماتے تاکہ انکو وہاں کی مقامی حالات سے آگاہ کیا جاسکے - جب وہ ان سے بات چیت کرنا اور حالات سے واقف ہونا ہی پسند نہیں کرتے تو پھر کیسے امید کیجاسکتی ہے کہ حالات بہتر ہونگے - اسلئے یہ چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ جو کوآرڈینیشن (Co-ordination) ہونا چاہئے وہ ہمارے پاس نہیں ہے - آنریبل منسٹر فار پی ڈبلیو ڈی نے یہ کوشش کی تھی کہ ایم ایل ایز کی ایک میٹنگ بلا کر ان کے تعلق سے وہاں کے مسائل حل کریں - لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کابینہ کی ایک میٹنگ بلائی جائے اور محکمہ جات کے ایسے سوالوں پر غور کیا جائے جو پراکٹیکیبل (Practicable) ہیں تب ہی ایک انڈراسٹانڈنگ پیدا ہوسکتی اور مشکلات کے حل کرنے کیلئے ایفکٹیولی سوچا جاسکتا ہے -

میرا امنڈمنٹ انڈسٹریز میں کرپشن اور مال اڈمنسٹریشن (Mal Administ-ration) کے بارے میں ہے - شائد میں نہیں بھول رہا ہوں تو آنریبل ممبر فرام ضور نگر نے اعظم جاہی ملز اور ہٹی گولڈ مائنس کا حوالہ دیتے ہوئے انڈسٹریز میں جو کرپشن ہے اسکی کافی وضاحت کی ہے - مال اڈمنسٹریشن اور کرپشن کی ایک اور مثال میں نظام شوگر فیکٹری کے سلسلہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں - گذشتہ دفعہ بھی جبکہ نوکانفیڈنس موشن کے بارے میں بحث ہورہی تھی نظام شوگر فیکٹری کا حوالہ دیا گیا اور بحث کیگئی تھی - یہ ایک بہت بڑی فیکٹری ہے اور حال ہی میں وہاں ایک نئی فیکٹری کا اضافہ کیا گیا ہے جس سے کہا جاتا ہے کہ پروڈکشن میں اضافہ ہوا - لیکن میں یہ بتلانے کی کوشش کرونگا کہ کیا واقعی اس سے پروڈکشن میں اضافہ ہوا - حالات بہتر ہو گئے اور مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہو گیا ؟ نہیں - بلکہ ایک طرف پروڈکشن میں اضافہ ہورہا ہے اور دوسری طرف ٹرانسپورٹیشن چارجس (Transportation charges) لوگوں کو ادا کرنے پڑرہے ہیں - گنے کی قیمت کم کردی گئی ہے حالانکہ پچھلے زمانہ

میں ایسا طریقہ نہیں تھا۔ آج جو برافٹ نظام شوگر فیکٹری حاصل کررہی ہے وہ ۸۰-۷۰ لاکھ سے گھٹکر ۲۵-۳۰ لاکھ ہوگیا ہے ۔ میں دعوت دیتا ہوں اگر کوئی آنریبل ممبر وہاں آکر یہ دیکھنا چاہیں کہ کرپشن کس انتہا پر ہے ۔ اس ضمن میں میں اس بات کا ذکر کرونگا کہ جنرل مینیجر کانٹے پر تولتے وقت نگرانی کی اجازت کاشت کاروں کی پنچایت کو دیتا ہے لیکن وہاں کا مہتمم تسکر کہتا ہے کہ میں جنرل مینیجر کے اس حکم کو ماننے سے انکار کرتا ہوں کیونکہ کانٹے پر تولتے وقت کاشتکاروں کے یا ان کے نمائندوں کے اندر جانے سے اسکا پول کھل جاتا ہے ۔ وہاں کے ملازمین جو ۴۰-۵۰ روپیہ پاتے ہیں آج لکھ پتی ہوگئے ہیں ۔ انکی لاکھوں روپیہ کی بلڈنگس ہیں ۔ اس چیز کو روا رکھیں تو اس انڈسٹری جسمیں حکومت کا میجر شیر (Major share) ہے مجھے خوف ہے کہ اسکا بھی ایک نہ ایک دن وہی حشر ہونے والا ہے جو سرسور پیپر ملز اور سرسلک ملز کا ہوا ہے ۔ جب ہم پوچھتے ہیں کہ سرسور اور سرسلک کیوں ٹاٹاؤں اور برلاؤں کے حوالہ کررہے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ وہ نقصان میں چل رہے ہیں اور مجھے شبہ ہے کہ ایک دن نظام شوگر فیکٹری میں بھی وہی حالات پیدا ہوجائینگے ۔ اس کرپشن اور مال اڈمنسٹریشن کی جانب میں حکومت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں ۔ اگر حکومت اس انڈسٹری کو لکویڈیشن سے بچانا چاہتی ہے تو چلئے وہاں ایک آزاد کمیشن بٹھائیے اور جانچ کروائیے کہ وہاں لوگ کسطرح لوٹ مچارہے ہیں ۔

اسکے بعد آئی ۔ جی کرنسی جسکے چالو ہونے کے بعد جن مشکلات کا سامنا لوگریڈ تنخواہ پانے والوں کو کرنا ہوگا اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرونگا کہ چھوٹے درجہ کے ملازمین جنکی تنخواہیں دو سو تک ہیں انہیں ایکولیٹ تنخواہ دیجائے تاکہ سکہ کی اس تبدیلی کی وجہ سے جو اچانک دھکہ پہنچنے والا ہے اس سے وہ محفوظ رہیں ۔ اسلئے میں کہونگا کہ کم ازکم انٹرمیڈیری ریلیف کے طور پر کم ازکم دو سال تک ایسا انتظام کیا جائے تاکہ وہ نئے سکہ کے لحاظ سے اپنی ضروریات کو بھی ڈھال لیگی ۔ ان چند خیالات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

شری کے۔ رام ریڈی (نلگنڈہ ۔ عام) ۔ مسٹر اسپیکر سر ۔ کانسٹیٹیوشنل روایات کے لحاظ سے راج پرمکھ کا اڈریس حکومت کی پالیسی کا اظہار کرتا ہے ۔ لیکن اس اڈریس کو جب ہم دیکھتے ہیں تو نہ صرف اسمیں کوئی پالیسی ہی نظر نہیں آتی بلکہ جمہور پسند طریقہ سے سوچنے کا ڈھنگ بھی اس میں نظر نہیں آتا ۔ جسطرح ایک مجرم اپنی صفائی شہادت میں یہ کہتا ہے کہ میں بڑا نیک نیت ہوں ویسے ہی دلائل اس اڈریس میں بھی ہیں ۔ اسمیں مختلف چیزیں بتلائی گئی ہیں مثلاً یہ کہ ۵۰ ہزار ایکڑ زمین ہریجنوں کو ہم نے تقسیم کی ۔ لیکن حکومت کی جانب سے جو رپورٹیں ۳ ۔ مارچ تک شائع ہوئی ہیں اسمیں اور اس موجودہ اڈریس میں کہیں بھی یہ نہیں بتلایا گیا کہ ہریجنوں کو اتنی زمین دیگئی جسکی وجہ سے اتنا اضافہ پروڈکشن میں ہوا اور اتنے فیملیز کو فائدہ پہنچا ۔

آپکی رپورٹس میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں ہے کہ زمین کی تقسیم سے اسکے کیا نتائج نکلے - ممکن ہے کہ مقام کا نام بدلا کر دوسرے مقام کے لوگوں کو مغالطہ میں رکھا جاسکتا ہے لیکن اس ایریا کے لوگوں کو اطمینان نہیں دلایا جاسکتا - زمین کی تقسیم کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن اسکی ۱۰ فیصد زمین پر بھی کاشتکاروں کا قبضہ نہیں ہے بلکہ وہ مالی مشکلات کی وجہ سے دوسروں کے قبضہ میں چلی گئی ہیں -

دوسری چیز میں ٹیننٹس کے سلسلہ میں کہونگا - شائد تمام ممبران پر یہ واضح ہے کہ ٹیننسی ایکٹ کے سلسلہ میں کیا چالیں چلی گئیں ہیں - آج رپورٹ یا اڈریس میں پیش کرنے کیلئے ۔ لاکھ محفوظ ٹیننٹس کی تعداد بتلائی گئی ہے لیکن اگر حقیقت میں دیکھا جائے کہ کتنے لوگوں کے قبضہ میں قولی زمین ہے کیونکہ اکثر اوسط طبقہ کے لوگوں کے زمین قول پر ہیں اور وہ حال کی ترمیم کی وجہ اوِرکٹ ہوسکتے ہیں - اگر کسی گاؤں میں جائیں اور وہاں رہکر دیکھیں تو یہ واقعات آپکو معلوم ہونگے جن زمینداروں کی اراضیات پر قولدار ہیں وہ بھی محض ایک ڈھونگ ہے - زمینات بیچنے کی خاطر قولداری لکھوالی گئی ہے اور انہی کو ملا کر ۔ لاکھ قراردادوں کی تعداد بتلائی گئی ہے حقیقتاً ایک تہائی قولدار زمینداروں کے اراضیات پر منحصر نہیں ہیں - گزشتہ یا پیوستہ سشن میں آنریبل چیف منسٹر نے اس سلسلہ میں انقلاب لانے کا وعدہ فرمایا تھا - انہوں نے انقلاب تو لایا لیکن الٹا انقلاب لایا - اس قانون کے تحت فیملی ہولڈنگ (Family Holding) رکھی گئی ہے اسکی بناء پر شائد تین چوتھائی قولدار ایوکٹ ہوجائینگے میں نے پہلے بھی عرض کیا اور اب بھی عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے سوچنے کا جو اصول ہے وہ غلط ہے - یہ امر مسلمہ ہے کہ ایک زمانہ میں وطن داروں کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ عوام کو ستانے والے ہیں لیکن آج عوامی گورنمنٹ کے منسٹر کہتے ہیں کہ وہ ہماری حکومت کے کھمبے ہیں ان کی پیٹھ اس واسطے ٹھونکی جاتی ہے کہ اس پانچ سالہ مدت میں اون پرانگریزوں کے زمانے کی طرح دباؤ ڈالا جائے اور اپنی حکومت کی عمر بڑھائی جائے - اگر میں نہیں بھولتا ہوں تو شائد پٹیل پٹواریوں کی کانفرنس میں جو نلگنڈہ منعقد ہوئی تھی شری رنگا ریڈی منسٹر کے یہی الفاظ تھے - اس سلسلہ میں میں دوسری مثال پیش کرونگا کہ جب ہمارے سوشیل سرویس کے منسٹر نلگنڈہ تشریف لائے تھے تو وہاں کے واقعات کے متعلق انکو یہ سمجھکر کہ وہ حکومت کے ایک اہم پرزے ہیں درخواست کیگئی تھی کہ دریافت عمل میں لائی جائے لیکن انہوں نے کہا کہ ممکن ہے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہندووں کو مارے ہونگے یا ہندو ہونیکی وجہ سے مسلمانوں کو مارے ہونگے - میں کہونگا کہ اگر آپ کو سوچنا ہے تو قانون اور اصول کے تحت سوچئے - اس طریقہ سے اپنی پارٹی کو تقویت پہنچانے کے لئے حکومت کی مشنری استعمال کرنا کہاں تک درست ہوسکتا ہے - نلگنڈہ میں جو ریپریشن ہوا اوس کے متعلق اسمبلی میں ریکارڈ ہے پولیس میں ریکارڈ ہے عدالتوں میں ریکارڈ ہے جس سے یہ ثابت ہوگا کہ آج کی حکومتی پارٹی کسی پروگریسو اصول کے تحت نہیں جمہوری اصول کے تحت نہیں بلکہ

جبر سے اپنی عمر بڑھانا چاہتی ھے - جاگیردارانہ نظام کے زمانہ میں اکزیکیٹیو اور جوڈیشیری کی جو حالت بھی عوامی گورنمنٹ آنے کے بعد ھم دیکھیے ھیں اوس میں تفاوت آنے لگا ھے - اسکی مثالیں آپ کو عدالتوں میں ملینگی - چنانچہ (۱۱۰) کی جتنی کارروائیاں ھیں اکثر عدالتوں سے وہ اکزیکیٹیو کو بھیجی جاتی ھیں - اس سے معلوم ھوتا ھے کہ عوام کو ستانے کے لئے قانون کو توڑ مروڑ کر اپنے مطابق بنالیا جاتا ھے - ممکن ھے ایوان کو اس کی خبر ھو کہ آج کل جوڈیشیری اور اکزیکیٹیو افسرس کی کانفرنس ھورھی ھے - جب یہ عمل ھو کہ جو عہدہ دار فریق کی حیثیت رکھتے ھیں وہ جوڈیسیری کے ساتھ کانفرنس کرتے ھیں تو ایسی صورت میں ایسی کانفرنس عوام کو کیا مطمئن کرسکتی ھے - کیا اس طرح انصاف عمل میں لایا جائیگا - کیا یہی جمہوریت کے پرنسپلس (Principles) ھیں - اس کے بعد اڈریس میں اگریکلچر کا ذکر آتا ھے - اس کے متعلق صرف ایک یا دو سطروں میں ذکر کیا گیا ھے اور بتایا گیا ھے ھم نے ۱۷ ھزار ٹن جوار باھر بھیجی ھے - لیکن میں کہونگا کہ اگر یہاں کی معاشی حالت اچھی رھتی اور ھر شخص کو پیٹ بھر روٹی ملتی تو اس سے ۱۰ گنا جوار کی بھی کھپت یہاں ھوسکتی تھی - آپ دیہاتوں میں جا کر دیکھیں تو معلوم ھوگا کہ وھاں کے لوگوں میں قوت خرید باقی نہیں رھی - دوکانات تو قائم کئے جاتے ھیں لیکن پیسہ لوگوں کے پاس کہاں ھے - انہیں وھاں کام نہیں ملتا - مزدوری نہیں ملتی -

فیمین کنڈیشن (Famine condition) کے متعلق تقریباً ۴ ماہ پہلے ھی ھم نے کہا تھا کہ نلگنڈہ کے حالات خراب ھیں - اکثر تعلقوں خصوصاً جنگاؤں اور دیورکنڈہ کے علاوہ باقی کی حالت خراب ھے - پہلے تو ھماری حکومت کے منسٹر صاحب نے اس کو ماننے سے انکار کیا کہ یہ اسکیرسٹی نہیں ھے لیکن ۳ مہینے کے بعد انکو اسکیرسٹی معلوم ھوئی - پھر بھی اوس کو فیمن ایریا قرار نہیں دیا گیا بلکہ اس کے لئے کچھ رقومات منظور کیگئیں - اس میں بھی سال پراکٹس ھورھی ھے - تھوڑا بہت کام اس کے تحت نکالا گیا اور وہ کام بھی وھاں کئے گئے جہاں نائکوں کے اڈے ھیں - اس طرح سے عہدہ دار قانونی کام تو نہیں کرتے بلکہ صرف حکومتی پارٹی کے اشارے پر احکام دیدیتے ھیں - اگر ان حالات کو دور کرنا ھو تو حکومت کو چاھئے کہ ایک صحیح پالیسی بنائے - گزشتہ سال کہا گیا کہ ھم کو حکومت میں آگر چند مہینے ھوئے ھیں لیکن آج ایک سال بھی گزرجانے کے بعد اگر دیکھا جائے تو معلوم ھوگا کہ انڈسٹریز وغیرہ کے لئے کوئی واضح پالیسی لے ڈاؤن (Lay down) نہیں کیگئی - صرف اتنا کیا گیا کہ اس آئٹم کی کچھ رقم نکالکر اوس آئٹم میں ڈال دیگئی - کرنسی کی تبدیلی کے مسئلہ میں کتنے غریبوں کو نقصان پہنچ رھا ھے اوس کا کچھ لحاظ نہیں کیا گیا - مجھے امید ھے کہ حکومت کے منسٹرس اپنے جواب میں اپنی پوری پالیسی اور لینڈ اور ٹیننٹس کے متعلق وضاحت کرینگے - اس سے پہلے اس ایوان میں عدم اعتماد کی تحریک آئی - اس سلسلہ میں کافی بحثیں ھوئیں - اس کے بعد آل انڈیا کانگریس کا سشن ھوا - پھر اسکے بعد منسٹروں میں کمی ھوئی لیکن

نتیجہ کیا ہوا - حکومت وہی پرانے ڈھانچے اور طرز عمل کو لئے ہوئے چل رہی - کچھ
مدات میں اضافہ کیا گیا اور کچھ میں کمی کیگئی.. میں یہ کہونگا کہ اس کے لئے جمہوری
طریقے سے کام کرنا پڑیگا اور اس کے لئے جمہوری طریقوں پر پلانس (**Plans**)
بنانا پڑینگے - کہتے ہیں ہم فائیو ایر پلان بناتے ہیں - لیکن اس فائیو ایر پلان کیلئے
بھی کہا جاتا ہے کہ فینانسس (**Finances**) نہیں ہیں - میں پوچھتا ہوں کہ
کیا آپ ٹیکسس عائد کر کے عوام سے روپیہ لینگے - کیا یہ سمجھکر کہ عوامی گورنمنٹ
ہے اس لئے عوام سے روپیہ لیا جاسکتا ہے آپ عوام سے روپیہ وصول کرینگے - اگر آپ ایسا
کرینگے تو یہ ٹھیک ہوگا - آپ کو چاہئے کہ فنڈامنٹل اصولوں میں تبدیلی کر کے فینانسس
حاصل کیجئے - آپ نے لیانڈ ریفارمس کے سلسلہ میں ایک خاص معیار پیش نظر رکھکر
فیملی ہولڈنگ قائم کیا ہے - ہر شخص کا جو معیار زندگی ہوتا ہے اوس کو پیش نظر
رکھکر یہ چیز سوچی نہیں گئی تاکہ جس کے پاس لینڈ ہوتی ہے اوس کے معیار زندگی کو
پیش نظر رکھکر سوچا گیا ہے . جاگیردارانہ نظام میں جو اصول رائج تھے وہی اصول
اب بھی چل رہے ہیں اور انہی کو مضبوط کیا جارہا ہے .. آخر میں میری یہ درخواست ہے
کہ حکومت اپنے جواب میں اپنی پالیسی کو واضح کرے -

شری رتن لال کوٹیچہ (ناٹودا) - مسٹر اسپیکر سر - راج پرمکھ کا جو اڈریس ہوا
ہے وہ گورنمنٹ کی پالیسی کا ایک اسٹیٹمنٹ ہے - میں تو یہ کہونگا کہ یہ اڈریس ہماری
منسٹری کے کام کا ایک بجٹ ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ انہوں نے کیا کیا اور
آئندہ کیا کرنے والے ہیں - جس طرح فینانشیل بجٹ ہوتا ہے یہ اڈریس بھی اون کے کارناموں
کا ایک بجٹ ہے - اس لحاظ سے راج پرمکھ نے جو اڈریس پیش کیا ہے اوس پر ہم کو سوچنا
چاہئے کہ کیا یہ ایک گلومی پکچر (**Gloomy picture**) ہے یا اس پکچر
میں کوئی ہوپ (**Hope**) بھی ہے - ہم کو یہ دیکھنا ہے اور یہ جج منٹ
(**Judgement**) دینا ہے کہ کیا یہ بجٹ ہم کو آگے لیجانے والا ہے - لیکن یہ جج منٹ
والے کون لوگ ہیں وہ لوگ ہیں جنہوں نے راج پرمکھ کے آتے ہی یہاں سے چلے
گئے - ان کا بائی کاٹ (**Boycott**) کیا راج پرمکھ کے بھاشن پر نکتہ چینی کی
گئی - کہا جاتا ہے کہ یہ غلط اسٹیٹ منٹ ہے لیکن جب راج پرمکھ جب بہ حیثیت
انسٹیٹیوشن آتے ہیں اوس وقت اون کا بائی کاٹ کرتے ہیں - آخر بات کیا ہے - مجھے تو
یہ سب سٹنٹ (**Stunt**) بازی دکھائی دیتی ہے - کہتے ہیں کہ ہم بہادر
ہیں اور اپنی بہادری اس طرح بائی کاٹ کر کے بتانا چاہتے ہیں - ہمارے دوست ممبر فار
اپا گوڑہ نے ایک پبلک میٹنگ میں کہا کہ جب نظام صاحب آئے تو اوس وقت کانگریس
کے لوگ کھڑے ہوگئے لیکن ہم تو چلے گئے - غرض اس طرح بہادری بتانا چاہتے ہیں -
لیکن میں اون سے کہنا چاہتا ہوں کہ اون کی بہادری یہاں کی حد تک ہی ہے - اوس وقت
اون کی بہادری کہاں گئی جب ہم نظام کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے لڑ رہے تھے -

(اپوزیشن بنچس سے) واہ وا ! وا

شری رتن لال کوٹیچہ - واہ وا ! کیا -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - اوس وقت تو آپ بارڈر پر بیٹھے ہوئے تھے -

شری رتن لال کوٹیچہ - اوس وقت تو ہم جیل میں تھے - لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کمیونسٹ پارٹی کے کتنے لوگ جیل میں گئے ؟

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - یہ تو آپ حکومت سے پوچھئے اوس کے پاس شہادت موجود ہے کہ اوس وقت کمیونسٹ پارٹی کے کتنے لوگ جیل میں تھے -

شری رتن لال کوٹیچہ - اوس وقت ہمارے دوست ممبر فار اپا گوڑہ خود بارڈر پر بیٹھے ہوئے تھے - -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - - یہ سب بے بنیاد الزامات ہیں جنہیں آپ کی پارٹی ثابت نہیں کرسکی - میں نے پہلے بھی چیالنج کیا اور اب بھی چیالنج کرتا ہوں کہ اس کو ثابت کیا جائے ورنہ ان الزامات کو بریچ آف پریویلیج کے تحت لیا جائیگا -

شری رتن لال کوٹیچہ - آپ کی بہادری تو یہیں نظرآتی ہے - لیکن جب اصل لڑائی ہورہی تھی تو آپ لوگ کہاں تھے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - کیا وسنت راکشس بھون کر کے مارے جانے کا واقعہ یاد نہیں -

مسٹر ڈپٹی اسپیکر - آرڈر - آرڈر -

شری رتن لال کوٹیچہ - اسپیکر سر میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سب سٹنٹ بازی ہی نظر آتی ہے - ہمیں اوس پالیسی اسٹیٹ منٹ کو راج پرمکھ نے اڈریس کے طور پر پیش کیا ہے صحیح نقطہ نظر سے دیکھنا چاہئے - لیکن ہمارے دوست تو اس کو صحیح نقطہ نظر سے کیسے دیکھینگے - اون کو تو کچھ بھی نظر نہیں آئیگا -

شری مخدوم محی الدین - آپ ہی اوس خطبہ کو پڑھ کر دیکھئے -

شری رتن لال کوٹیچہ - ہاں میں نے اوس کو پڑھکر دیکھا ہے - غذا کے مسئلہ کو ہی لیجئے - پہلے ہمارا حیدرآباد اسٹیٹ اس سلسلہ سلف سفیشینٹ (Self sufficient) نہیں تھا - لیکن ایک سال کے عرصہ میں حکومت حیدرآباد نے مناسب اسٹپس (Steps) لئے اور کم ازکم مرہٹواڑہ غذا کی حد تک سلف سفیشنٹ ہوگیا - تنگبھدرا ڈیام کا کام ختم کردیا گیا - دوسرے اور ڈیاسس بنائے جارہے ہیں تاکہ ملک اور زیادہ سلف سفیشینٹ ہوجائے - محبوب نگر میں تین سو تالاب بنائے جاچکے ہیں مزید تالابوں کی مرمت کا کام

جاری ہے - کیا یہ عوام کے مفاد کے کام نہیں ہیں - اسی طرح سے کاشتکاروں سے لیوی کی وصولی بند کردیگئی اور اب لیوی بیوپاریوں سے وصول کیجا رہی ہے -

شری وی - ڈی - دیشپانڈے - دھان کی لیوی تو بند نہیں ہوئی -

شری متیا - اسپیکر سر جب ایک آنریبل ممبر تقریر کررہے ہیں تو اون کی تقریر کو ڈسٹرب (Disturb) کرنے کی کوشش کیجارہی ہے میں درخواست کرونگا کہ اس کو روک دیا جائے -

ایک آنریبل ممبر - آپ بھی تو ڈسٹرب کررہے ہیں -

شری متیا - میں کہاں ڈسٹرب کررہا ہوں -

شری رتن لال کوٹیچہ - اسی طرح کپڑے پر جو کنٹرول تھا اوس کو برخواست کردیا گیا ہے - لینڈ ریفارمس کے سلسلہ میں جو کام ہوا ہے اوس کو تو آپ دیکھنا ہی نہیں چاہتے لیکن میں کہونگا کہ حیدرآباد میں جو لینڈ ریفارمس ہوئے ہیں وہ ہندوستان کے اتہاس میں پہلے لینڈ ریفارمس ہیں - لیکن آپ کو تو کچھ نظر ہی نہیں آتا - آپ تو اس کو سمجھتے ہی نہیں حیدرآباد کے لینڈ ریفارمس کے بارے میں جب یہ آپکے سامنے آئینگے اور آپ ان پر سوچینگے تو آپکو یہ کہنا پڑیگا کہ حیدرآباد گورنمنٹ نے ٹھیک کیا ہے حکومت کے ان کاموں پر مبارکباد دینا چاہئے لیکن آپ اعتراض کرتے ہیں - آپکو یہ کام نظر نہیں آتے -

آگے چلئے لیبر کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے - لیبر کا سوال صرف حیدرآباد گورنمنٹ کا نہیں ہے بلکہ یہ آل انڈیا لیبرس کا سوال ہے - لیبرس کی بھلائی کیلئے بھی ہماری حکومت نے بہت کوشش کی ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ کہیں اسٹرائیکس (Strikes) نہیں ہوئے - اس بارے میں ہمارے پہلے کے منسٹر صاحب نے بہت کوشش کی ہے - وہ قابل مبارکباد ہیں - میں انکو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بہت کچھ کوشش کی ہے -

اسکے بعد ایجوکیشن کے بارے میں میں کہونگا کہ اس ایک سال میں ایجوکیشن کے سلسلہ میں بہت کچھ کام ہوا ہے لیکن سارے کا سارا کام تو ایک سال میں نہیں ہوسکتا یہ ایک اسٹپ (Step) ہے آگے چلکر دوسرے اسٹپ اٹھائے جاسکتے ہیں - راج پرمکھ کا جو بھاشن ہے اسمیں پالیسی کا تذکرہ ہے اور ان تمام چیزوں کا تذکرہ ہے جو اس سال ہونے والی ہیں -

حیدرآباد اسٹیٹ بنک اس سال رزرو بنک کی شاخ کی حیثیت سے کام کریگا اس سے عوام کو فائدہ ہوگا کیونکہ رزرو بنک کے ری سورسز (Resources) بہت کافی ہیں - جب یہ رزرو بنک کی شاخ ہوجائیگی تو ہمارے کریڈٹ فیسی لیٹیز (Credit facilities) بہت بڑھ جائینگے - کاشتکاروں کی جو تکالیف ہیں وہ بھی دور ہونگی -

عثمانیہ کرنسی کی تبدیلی سے بھی بہت فائدہ ہوگا ۔ یہ ساری چیزیں بتاتی ہیں کہ صرف ایک سال میں ہماری منسٹری نے کافی کام کیا ہے اور آئندہ بھی امید ہے کہ بہت کچھ کریگی ۔ بات یہ ہے کہ ہم سب لوگ نئے ہیں ۔ منسٹری نئی ہے ۔ خود ہم بھی لجسلیٹیو اسمبلی کے ممبرس نئے ہیں اس لحاظ سے جو کچھ کیا گیا ہے وہ قابل تعریف ہے اور لائق مبارکباد ہے ۔ اتنا کہتے ہوئے میں اپنا بھاشن ختم کرتا ہوں ۔

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు—(ఇల్లెందు):

స్పీకర్, సర్,

ఈ రాజప్రముఖ్ ఉపన్యాసంమీద దాదాపు ఇప్పటివరకు జనరల్ డిస్కషన్ (General discussion) మాత్రమే జరుగుతున్నట్లు కనబడుతోంది. అమెండు మెంట్సు (Amendments) ప్రవేశపెట్టబడిన తరువాత కూడా జనరల్ డిస్కషన్ (General discussion) జరుగు తోంది. అయితే ఎప్పుడైతే రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసాన్ని ప్రభుత్వ పాలసీగా మేము తీసుకొని దానికి సవరణలు ప్రతిపాదించి వాటిమీద ఉపన్యాసాలు చేయ పూను కొన్నామో, అప్పుడు మా పక్షంవారు చేసిన ఉపన్యాసాలను విమర్శిస్తూ ప్రభుత్వ పక్షంవారు మాట్లాడటం మొదలు పెట్టారు.

క్రితం సంవత్సరం రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసం మీద మాట్లాడినప్పుడు ప్రభుత్వ పక్షంవారు దానిని సమర్థిస్తూ

"మమ్ములను భారత రాజ్యాంగ చట్టము 'రాజప్రముఖ్' పదవిని గురించి నిర్బంధిస్తోందని ఈ విషయంలో ఏమి చేయాలో తోచుట లేదని, ఏమయినప్పటికీ భారత రాజ్యాంగ చట్టానికి కట్టుబడి ఉండాలి కదా" అన్నారు.

మళ్ళీ ఈ సంవత్సరం, దానికి ప్రత్యుత్తరం ఇవ్వవలసిన వచ్చినప్పుడు ప్రభుత్వపక్షంవారు ఏమంటున్నారంటే ప్రజల వత్తిడికి తాళలేక ఉస్మాన్ అలీఖాన్ మనవద్దకు వచ్చాడంటున్నారు. వచ్చే సంవత్సరం ఇంకేమైనా కారణం చెబుతారు. అప్పుడు "ప్రజలే కావాలన్నారు కాబట్టి వచ్చాడు" అంటారు.

అయితే ఇప్పుడు దీనిమీద విమర్శలను సమర్థించు కొనుటకు వీలు లేక ఆ విమర్శలనుండి తప్పించు కొనుటకు గాను రాజకీయ పక్షాలమీద నిందలు మోపుతున్నారు. ముఖ్యంగా హైదరా బాదు సంస్థానంలోని కమ్యూనిస్టు పార్టీమీద ఈ నిందలన్నింటినీ మోపుతున్న విషయం అందరికీ స్పష్టంగా తెలుసు. వెనుకటి హైదరాబాదు ప్రభుత్వపు నిరంకుశ పరిపాలనకు విరుద్ధంగా పోరాటం సల్పి తాము ఈ బాధలకు గురియైన కాలంలో కమ్యూనిస్టు పార్టీవారు కలికానికైనా కన్పించలేదని ప్రభుత్వ పక్షసభ్యులు వాదిస్తున్నారు. ఇదెంత హాస్యాస్పదమో చూడండి. కె. జే. వల్లభాయిపటేల్‌గారు సైనిక చర్యకంటె కొద్దికాలం ముందు హైదరాబాదు సంస్థానంలో కమ్యూనిస్టుపార్టీ ఉద్యమాన్ని గురించి వెల్లడిస్తూ ఒక ప్రకటన చేశారు. దానిని చూస్తే మనకు బోధ పడుతుంది.

[Shri Srinivasrao Ramrao Ekhelikar in the Chair]

ఆనాడు హైదరాబాదు సంస్థానంలో కమ్యూనిస్టులు, తెలంగాణా రైతాంగ యోధులు నిజాం నిరంకుశ పరిపాలనకు విరుద్ధంగా జరిపిన పోరాట ఘట్టాలు మరపు రానివి. ఈ విషయం భారత ప్రజలందరికీ తెలుసు. గాని ఇప్పుడు ప్రభుత్వ పక్ష సభ్యులు ఇక్కడ కల్లిబొల్లి కల్పిత కబుర్లతో బుకాయించి తమ వాదనను నెగ్గించుకొన ప్రయత్నిస్తున్నారు. గాని చరిత్రను రూపు మాపుట ఎవరికి సాధ్యము కాదు. చరిత్రను మరుగుపరచ ప్రయత్నించినవారంతా మరుగున పడిపోయినా రనునది ప్రభుత్వపక్ష సభ్యులు గుర్తించడం క్షేమకరం.

రాజ ప్రముఖ్ యొక్క ఉపన్యాసంలో ప్రభుత్వ పాలసీని సూచించ వలసిన అవసరంకూడా ఉంది. మన భారత దేశంలో గానివ్వండి —అంతర్జాతీయంగా కానివ్వండి— ఈ మధ్య అనేక తీవ్ర మార్పులు సంభవించినవి. ఆ మార్పుల ప్రభావం తదితర ప్రపంచ ప్రజలతోబాటు భారత ప్రజానీకంమీద కూడా పడనున్నది. ఈ దుష్ట పరిణామాల కారు మేఘాలు క్రమ్ముకొని ప్రపంచ వాతావరణం విషపూరితమై పోతున్నది. ఇవ్వేమీ తమకు నిమిత్తం లేనట్లుగా ఈ ఉపన్యాసంలో మూకీ భావం వహించడం, ప్రపంచ మార్పుల విషయంలో పల్లెత్తుమాటైనా చెప్పకపోవడం విచారకరం.

గత సంవత్సర కాలంలో ప్రజలు అనేక కష్ట నష్టాలకు లోనైనారు. దీనిలో వారి కళ్ళనీళ్ళు తుడవడానికి ప్రభుత్వంవారు ప్రయత్నించారేగాని సంవత్సరం పొడుగునా తాము చేసిన అన్యాయాలు, అక్రమాలు ప్రజల ముందుకు తీసుకు రాలేదు. వాటికి క్షమాపణ చెప్పుకోలేదు. కనీసం తాము చేసిన పొరపాట్లు ఇకముందు సవరించుకొంటామని చెప్పడమైనా జరుగ లేదు. కాగా తామేవో ఘన కార్యాలు చేశామని దేశానికి, ప్రజానీకానికి మేలు చేశామని బుజువు చేసుకోడానికి ప్రయత్నిస్తున్నారు. పైగా రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసాన్ని పొగడుతూ ఒక మోషన్ (Motion) తెచ్చారు. దానికి దాదాపు ౨౬, ౨౭ సవరణలు ప్రవేశ పెట్టబడ్డాయి. మనం గనక చూచినట్లయితే ఈ సంవత్సరం పొడుగునా హైదరాబాదు సంస్థానంలో జరిగిన తీవ్ర మార్పులు ఎన్నో ఉన్నాయి. వాటిని గురించి రాజ ప్రముఖ్ ఉపన్యాసంలో చర్చించుట జరుగ లేదు.

హైదరాబాదు సంస్థానంలో భూ సంస్కరణలు తెస్తామన్నారు. దున్నేవానికే భూమి కట్టబెడతామన్నారు. ఈ విధంగా శాసన సభలో మాముందు పదే పదే చెప్పుటయే గాక బయట ప్రజానీకానికి ప్రభుత్వ మంత్రులు ఎన్నో వాగ్దానాలు చేశారు. గాని మనము చూస్తున్న దేమిటి? టెనెన్సీ కమిషన్ (Tenancy Commission) వల్ల కౌలుదార్లు బేదఖలు కాకుండా జరుప బడుతుందని బుకాయించారు. గాని గ్రామాల్లోకి పోయి కౌలుదార్ల పరిస్థితిని చూచినట్లయితే మనకు స్పష్టంగా బోధపడేదేమంటే టెనెన్సీకమిషన్(Tenancy Commission) భూస్వాముల కమీషన్‌గా తయారై కౌలుదార్లను భూముల నుంచి తొలగించుటకు ఉపయోగ పడుతున్నాయి. టెనెంట్సు కబ్జాలో భూముల నుంచుట, భూస్వాముల అన్యాయాలను రూపు మాపుట జరుగుట లేదు.

లావాని భూముల విషయం చూచినట్లయితే వాటిని రైతాంగం యొక్క కుటుంబ పోషణ కిచ్చినట్లు చెప్పారు. గాని ఈ భూములను ఎవరికిచ్చారు? ఎటువంటి భూములు నిచ్చారు?

అనేవిషయం చూచినట్లయితే మాకు తెలిసినంతవరకు మేము చూడగలిగింది—ఏమీ ఉపయోగ పడని భూములను రైతాంగానికిచ్చారు. రైతాంగానికి భూములను ఇస్తున్నా మంటూనే వారి కబ్జాలో గల భూములను లాక్కొంటున్నారు. లెక్కలలో భూములను ఇచ్చినట్లు వ్రాస్తున్నారే గాని, ఏమీ ఉపయోగంలేని భూములను పంచుట జరుగుతోంది. మంత్రులు భూములు పంచి నట్లుగా ప్రకటించడం, డిపార్టుమెంటులు (Departments) గుంజుకొనడం జరుగు తున్నది.

స్టేటు విచ్ఛిత్తి విషయమై జరిగిన డిస్కుషన్ (Discussion) సందర్భంలో మా పార్టీ నాయకుడు స్టేటు విచ్ఛిత్తి హైదరాబాదు సంస్థానాభివృద్ధికి మూల కారణమనిన్నీ, భాషాయుక్త రాష్ట్రాలు ఏర్పడాలనీ, ఇది వెంటనే జరగాలనీ, విశాలాంధ్ర, ఐక్య కర్ణాటక కావాలని ప్రజలు ఆందోళన చేస్తున్నప్పటికీ దాని విషయంలో ప్రభుత్వ పాలసీ ఏమిటో స్పష్ట పరచలే దన్నప్పుడు ఒక మహాశయుడేమన్నా రంటే:—

"మీరు కోరేదాన్ని మేమూ కోరుతున్నాం. మా నాయకుడు చెప్పిందే మీరూ కోట్ (Quote) చేశారు. కాని మేము కోరుతున్న విశాలాంధ్ర స్టేటు (State) భారత సార్వ భౌమత్వానికి నష్టం కల్గించని రీతిగా ఉంటుంది. కాని మీరు కోరు విశాలాంధ్ర భారత సార్వభౌమత్వాన్ని దాని ఐక్యతను విచ్ఛిన్న పరచు రీతిగా ఉండునది" అని

ప్రతిపక్షాన్ని వారు విమర్శిస్తూ "ఏదెట్లున్నా మీరు విశాలాంధ్ర కోరుతున్నారు. కాబట్టి మేము దీనిలో ఆ విషయాన్ని గురించి ఏమీ తీసుకరావడం లేదు" అని చెబుతున్నారు. అంటే—ప్రజలు ఏ సమస్యను తీసుకొని, దాని సాధనకై ఆందోళన చేస్తూ ముందుకు తీసుకు పోతారో దాన్ని అడ్డు కోవడం మాత్రమే వారి పని యన్నమాట. ప్రజా వాంఛలకు వక్ర భాష్యాలు చెప్పి ప్రపంచాన్ని మోసగించ జూచుటయే గాక వారిది ప్రజల సమస్యలకు అడ్డు నిలిచే పాలసీ అన్నమాట. ఈరీతిగా ప్రజా ఉద్యమ ప్రవాహానికి అడ్డుకట్ట కట్టడానికి ప్రయత్నిస్తున్నారు. గాని దానికెదురుగా నిల్చునే వ్యక్తిని త్రొక్కివేసి ఆ ప్రవాహం ముందుకు సాగి పోతుంది. భాషారాష్ట్రాలు కావాలని ఎంతోకాలంనుంచి ఆందోళన చేస్తున్నాం. అవి ఏర్పడి తీరుతవి. వాటిని ఎవరు అడ్డలేరు. వాటికి అడ్డు తగలదలచిన ఏ శక్తియైనా సరే బలవత్తరమైన ప్రజా ప్రవాహం ముందు నిలువలేవని ప్రజలు తమ హక్కులను సాధించుకొని తీరుతారని తెలుసుకోవాలి. వాటిని అడ్డ చూడడం బుద్ధిమంతుల లక్షణం ఏమాత్రం కాదు.

[Mr. Srinivasrao Ramrao Ekhelikar in the Chair]

آپکا ٹائیم ہو گیا ہے۔

شری کے - ایل - نرسمہاراؤ - ٹائم مقرر نہیں کیا گیا ہے۔

شری سری نواس راؤ اکھیلی کر - پندرہ منٹ ہو چکے ہیں - ایک منٹ میں ختم کیجئے۔

శ్రీ కె. యల్. నరసింహారావు:—నా సవరణ కూడానేను వస్తున్నాను. దీనినిగురించి మాట్లాడ దల్చుకున్నాం కొంత అయినదాకా నిమిషాలు ఇవ్వాలని కోరుతాను.

రాజప్రముఖ్ ఉపన్యాసంలో వెనుకబడ్డ జాతులకు నిర్ణీత ప్లాను ప్రకారం ఏమీ చర్చ జరుగలేదు. ఏమీ ప్రయత్నాలు చేయుటకు సాహసించ లేదు. ప్రయత్నం చేస్తే బాగుంటుందని నా అమెండు మెంటు (Amendment). అయితే "మేము కూడా చేస్తున్నాము. వెనుకబడ్డ జాతుల కొరకు (Social Service Department) ఏర్పాటు చేశాము. కొండ జాతులను, హరిజనులను బాగు చేయడానికి కొంత డబ్బు ఇచ్చాము. వారిని అభివృద్ధి చేస్తున్నాము." అంటున్నారు.

వారిని ఏ విధంగా అభివృద్ధి చేస్తున్నారో నేను చెబుతాను. కొండజాతికి, వెనుకబడ్డ జాతికి లావనీ భూములు ఇస్తున్నా మంటారు. కొండజాతుల కేసుల విషయంలో సోష్యల్ సర్వీసు డిపార్టుమెంటు (Social Service Department)కు సర్వాధికారా లివ్వబడినవి. ఇల్లెందు తాలూకాలో చూచినట్లయితే సోషల్ సర్వీసు డిపార్టుమెంటు (Social Service Department) కొండ జాతులకు ఏ విధంగా సేవ చేస్తున్నది తెలుస్తుంది. రైతులను రిహాబిలిటేషన్ స్కీము (Rehabilitation scheme) క్రింద, మూడు సంవత్సరాలు ఒక చోట నిర్బంధించారు. ఆ రోజులలో కోయ జాతి ప్రజలు బీడు పెట్టిన కౌలు భూముల మునాఫాలకు గాను సోష్యల్ సర్వీస్ డిపార్టుమెంటు (Social Service Department) వారు భూస్వాముల కనుకూలంగా కోయ రైతులకు వ్యతిరేకం డిక్రీ లిస్తున్నారు. వాళ్ళ ఆస్తి పాస్తులను నిర్బంధంగా అమ్మించి భూస్వాములకు మునాఫాలు వసూలు చేసి పెట్టి వారి పొట్టలు నింపు తున్నారు.

ఇక వాళ్ళకు మంచి నీటి బావుల విషయం చూస్తే మా ఇల్లెందు తాలూకాలో గుండాల హల్కా ఉంది. ఆ హల్కాలో ప్రజానీకంతో నిమిత్తం లేకుండా నట్టనడాని అడవిలో రు. ౫,౫౦౦ ఖర్చు పెట్టి ఒక బావి త్రవ్విస్తున్నారు. అసలు విషయమేమంటే లోగడ అక్కడ మిలిటరీ క్యాంపు (Military Camp) పెట్టినప్పుడు వాళ్ళొక బొంద త్రవ్వారు. దాన్ని ఆధారం చేసుకొని రు. ౫,౫౦౦ తగలబెడుతున్నారు. అక్కడ నుంచి నీరు తెచ్చుకొనుటకు వీలు లేదు కావున ప్రజానీకం "అది మాకు ఏమాత్రం ఉపయోగపడదు కావున వద్దని మొత్తుకున్నారు దానికి మారుగా వీగతారు. ౪,౫౦౦ కలిపి మొత్తం పదివేల రూపాయలు ఇచ్చినట్లయితే అక్కడ ఉండే వాగుకు అడ్డకట్ట కట్టుకొని ౧,౨౦౦ ఎకరాల భూమిని సాగు చేసుకొంటామన్నారు. గాని వారిమాట వినలేదు.

ఈ పరిస్థితులలో ప్రభుత్వం ఎక్కువ కాలం నిలుచోలేదు. ప్రజలయొక్క కోర్కెలను తీర్చ లేదు. ప్రజలకు వాగ్దానాలు చేసిన ప్రకారం సౌకర్యములు కలుగ జేయనిచో మిమ్ములను క్రిందకు దింపుతారు. ప్రజలకు ద్రోహం చేస్తే మీరు ఈ సీట్లలో కూర్చోలేరు. కాబట్టి ప్రజలను బాగు పరచడానికి ప్రయత్నించ వలసినదని కోరుతున్నాను.

श्री विश्वासराव पाटील—(परंडा) : स्पीकर सर, मेरा जो अमेंडमेंट है अुसका मतलब यह है कि मैं वाडे में जो फॅमिन अेरियाज है वहां की हालत काबू मे लाने के लिये जैसा कि राजप्रमुख

के अॅड्रेस र बताया गया है कि ११ लाख ५० हजार रुपया फॅमिन वर्क्स के लिये और ३ लाख रुपया तगाओी केमेलिये मजूर किया गया है वह बहुतही कम है।

आप अगर मुझे मराठी मे बोलने की अिजाजत देंगे तो मुझे आसानी होगी। ?

मिस्टर स्पीकर :–आप मराठी मे बोल सकते है।

श्री. विश्वासराव पाटील :–अेकाद्या भुकेने व्याकुळ झालेल्या माणसास घासभर अन्न द्यावे किंवा अेकाद्या आगीने भडकलेल्या घरास ताब्याभर पाण्याने विझवण्याचा प्रयत्न करावा तसाच प्रयत्न आज दुष्काळी भागांत सापडलेल्या लोकाकरिता सरकार करीत आहे. या दुष्काळी भागाबदल गव्हर्नमेंटला खरोखर काही जाणिव नाही असे मोठया दु.खाने म्हणावे लागते कारण असे की या भागांत पाअुस पडला नाहीं. विशेषत: अुस्मानाबाद जिल्हा आणि बीड जिल्ह्याचे कांही तालुके या भागांत प्रामुख्याने हा दुष्काळ जाणवतो आहे. त्या भागातील आजची परिस्थिती अत्यंत वाअीट आहे. काम नाही, म्हणून लोकांच्या जवळ पैसा नाही आणि पैसा नाही म्हणून लोकांच्या जवळ खायला प्यायला नाही. अितकी हलाखीची परिस्थिती झाली असतांना सुद्धां त्या भागांत कांहींच हालचाल सरकारतर्फे चालू झाली नाही. मी स्वत: त्या भागात फिरलो तेव्हा मला दिसून आले की सरकारने जी तुटपुंजी अुपाय योजना केली ती अपुरी आहे असे मोठया दु:खाने म्हणने भाग पडते. लोकांना खायला नाहीं, त्यांच्या गाअी बैलांना प्यायला पाणी व चारा नाहीं, चाऱ्या पाण्या शिवाय जनावरें अुपाशी मरत आहेत पाअुस वेळेवर न आल्यामुळे सर्व पिकें बुडाली, अशी परिस्थिती असताना सरकारने ४,६ फेअर प्राअिस शॉप्स (Fair Price Shops) अुघडावे १०,५ हजार रुपये तगाअी वाटावी आणि १५, २० गावांचा सारा तहकुब ठेवावा ही किती अपूरी व्यवस्था आहे बरे? त्या भागांत फिरणाऱ्या माणसाला त्या भागाची किंव आल्या शिवाय राहत नाहीं आपल्या सभागृहाचे हि कांहीं सन्माननीय सभासद त्या भागांत फिरून आले आहेत त्यांना तेथील परिस्थितीची चांगली कल्पना आली असेलच. तेथें लोक ९-१० महिन्यापासून काम मागतात पण त्यांना काम मिळत नाहीं आणि कित्येक ठिकाणीं ३, ४ आणे मजुरीवर काम करावे लागते. कलेक्टरला भेटून सांगावे तर ते म्हणतात, काय सांगावे विश्वासराव तुम्ही म्हणता तशी सला गंभीर परिस्थिती दिसत नाहीं या वरून असे दिसून येते कीं त्या भागांतील कलेक्टर परिस्थिती विषयी किती निष्काळजी. आहेत. ही खरोखर दु:खाची गोष्ट आहे. त्या भागांतील लोक आपल्या पोराबाळासहित जेथ काम मिळेल तेथें जातात आणि काम करतात. शेतात काम करतांना स्त्रिया पाहिल्या म्हणजे त्या आपलीं लाहन मुलें पाठशीं बांधून काम करतांना दिसतात. तेव्हां अशी परिस्थिती निर्माण झाली असताना सुद्धां गव्हर्नमेंट कांही करत नाहीं. ह्या भागांसाठीं ११ लाख ७५ हजार रुपये मंजूर केले ते फारच अपूरे आहेत. अुस्मानाबाद, परंडा, भूम, कळंब या ४ तालुक्यांत परिस्थिती अशी आहे कीं या भागांत १०-५ हजार रुपये तगाअी वाटून आणि अेक दोन ठिकाणीं फेअर प्राअिस शॉप्स (Fair Price Shops)सुरूं करुन ही परिस्थिती आटोक्यात येणे अशक्यआहे. बीडजिल्ह्यांतील २,४ तालुक्यांत सुद्धां ही दुष्काळी परिस्थिती अत्यंत तीव्रतेने जाणवत आहे आणि तेथील जनता दु:खी आहे. या परिस्थितीच्या मानानें सरकारने केलेली अुपाययोजना पहिली म्हणजे असे दिसून येते कीं सरकारनें याला फारच कमी महत्व दिले आहें. वास्तविक पाहाता ही गोष्ट फार महत्वाची

आहे या भागांतील जनता दुःखी कष्टी झाली आहे, कुटुंबव्यवस्था अुध्वस्त होअू वाहात आहे. म्हणून त्या भागात अुपाय योजना होणे आवश्यक आहे. अेवढेच नव्हे तर त्या ठिकाणी जी दुष्काळी कामे सुरू करण्यांसबधी सरकारने मान्यता दिली आहे ती देखील अद्याप चालू झाले नाहीत खरीप सारा माफीबद्दल कलेक्टरला भेटलो तेव्हां कलेक्टर म्हणाले की आम्ही ज्याच्या कडून शक्य होअील त्याच्या कडूनच सारा वसूल करू" पण वास्तविक पाहता कलेक्टरचे आश्वासन निकामी ठरले. कारण कलेक्टरने जरी असे ठरवले तरी खालचे लोक सपूर्ण सारा वसूल करण्याचा प्रयत्न करतात कारण त्याचे भवितव्य साऱ्याच्या वसूलीवरच अवलंबून असते. सारा वसूलीच्या अभावी पाटील कुलकर्णी ह्यांचे स्केल व गिरदावरांचे पगार वगैरे तहकूब होतात म्हणून मला असे सागावयाचे आहे की याच पद्धतीने सरकारने हा प्रश्न सोडविण्याचा प्रयत्न केला तर ही अवश्यक्य कोटीतील गोष्ट होअील. मोठ्या प्रमाणावर काम निघणे आवश्यक आहे.

जनावरांच्या बाबतीत सुद्धा मोठी चिताजनक परिस्थिती आहे. जनावरांना खाअू घालावयाला चारा नाही, लोक त्यांना लिंबाचा किंवा दुसरा कशाचा तरी पाला खाअू घालून त्याना जगवण्याचा निष्फळ प्रयत्न करीत आहेत. अेका गावांत या बाबतीत फारच दुःखाची गोष्ट घडली आहे. अेक मुलगा जनावरासाठी पाला तोडता तोडता लिंबाच्या झाडावरून पडला आणि जखमी झाला.

कलेक्टरकडे जेव्हां मी दुष्काळी भागाबद्दल सांगावयास गेलो तेव्हा ते म्हणाले की या भागांत भूक बळी थोडेच पडत आहेत? सरकार सागते की आम्हाला या गोष्टीची कल्पना आहे, पण कल्पना असूनहि परिस्थितीकडे दुर्लक्ष करणे ही लोकशाहीला शोभण्यासारखी गोष्ट नाहीं. तेव्हां सरकारी ऑफीसरांनी निष्काळजीपणा सोडून या बाबतीत तातडीने लक्ष घालणे आवश्यक आहे. ऑफीसराच्या निष्काळजीपणाचे अुदाहरण देतो. रबी पिकांच्या पाहणीची वेळ येते तरी खरीप पिकांची पाहणीच पूर्ण होत नाहीं आणि कोणी जाअून सांगितल्याशिवाय त्यांना जाग येत नाही. तरी वरिष्ट अधिकाऱ्यांनीं या बाबतीत ताबडतोब लक्ष घालणे आवश्यक आहे.

लांचलुचपती बद्दल मला असे सांगावयाचे आहे कीं या कडे सरकारचे लक्ष नसल्या सारखेच आहे. या बद्दल अधिकाऱ्यांनां सांगावयाला जावे तर तेच आम्हाला असे आव्हान देतात कीं 'तुम्ही आम्हाला केसेस् पकडून द्या आम्ही ताबडतोब अुपाययोजना करूं भूमच्या पेशकारने रामोश्याच्या पगारांतून दोन दोन रुपये कापून घेतले. पाटील कुलकर्णी लांच घेतात त्या बद्दल मी त्यांना दोषी ठरवीत नाहीं. कारण आम्ही त्यांना कांही ठिकाणीं फक्त २५ ते ३० रुपयाचे स्केल देतो त्यांत त्यांना आपले कसें भागवावे? त्यांना गव्हर्नमेंट अप्रत्यक्षपणे हेच नाही कां सांगत की, तुम्ही लांचलुचपत करा ? हा जो पाटील पटवाऱ्यांचा वर्ग आहे तो फार पूर्वीचा आहे. त्यांचे लागेबांधे खाल पासून वर पर्यंत असतात आणि त्यांच्या विरूद्ध तक्रार केली तरी त्याचा कांहीं अुपयोग होत नाहीं मी माझ्या कॉन्स्टिटयुअेंसी (Constituency) मधून चार पांच केसेस कलेक्टरांच्या कडे दिल्या पण त्यावर अजून कांहीं अुपाययोजना झाली नाहीं.

काल अेका सन्माननीय सभासदांनी सांगितले कीं टेनन्सी बिल (Tenancy Bill) आले हे अेका दृष्टीने आपण पुढे पाअुल टाकले पण मला असे सांगावयाचे आहे कीं या टेनन्सी बिलामुळे कांहीं फायदा न होता अुलट लांचलुचपत वाढेल. विशेषतः माल खाते आणि पोलीस खाते यांत फार मोठया प्रमाणावर लांचलुचपत होअील.

अेकदा आम्ही कुळकायद्याच्या चार पांच केसेस बद्दल चौकशी करण्यासाठी कलेक्टर आणि डी. अेस्. पी. कडे अर्ज दिला होता पण अजून त्या बाबत कांहीं हि झाले नाही. सर्वत्रच रूश्वतखोरी बोकाळली आहे. काहीजण म्हणतात की रूश्वत देअूच नये म्हणजे रूश्वतखोरी थाबेल. जनतेने तरी काय करावे? लोकाचे काम अडलेले असते. म्हणताताना की "अडला नारायण गाढवाचे पाय धरी" मग तुम्ही रूश्वत देता म्हणून अधिकारी घेतात या म्हणण्यात काय अर्थ राहतो .

लोक अडचणीमुळे कशी रूश्वत देतात त्याचे अेक अुदाहरण मी आपल्या पुढें माडतो. समजा माझ्या ५० आंब्याच्या करंडचा पाठवावयाच्या आहेत. जर त्या लौकर पाठवल्या गेल्या नाहीत तर त्यांतील आंबे खराब होण्याचा बराच सभव असतो. बुकिग क्लार्क निरनिराळ्या सबबी सांगून त्या करंडचा लौकर पाठवीत नाही. अुद्देश हा की कांहीं तरी लांच मिळावी. अशा परिस्थितींत जनता लांच देणार नाही तर काय करील? तेव्हा सरकारने ताबडतोब लांचलुचपत बंद करण्यासाठी योजना हाती घेणे आवश्यक आहे.

मी सांगितल्याप्रमाणें दुष्काळी भागांत ताबडतोब अुपाययोजना, रूश्वतखोरीचा नायनाट या दोन गोष्टी सरकारने निःपक्षपाती पणाने आणि प्रामाणिक पणे हैद्राबाद राज्यांतून आणि विशेषत मराठवाडयांतून घालवण्याचा प्रयत्न केला पाहिजे. अेवढे बोलून मी आपली रजा घेतो.

శ్రీ వూకె నాగయ్య—(ఇల్లెందు):

అధ్యక్షా,

రాజప్రముఖ్ ఉపన్యాసములో మా తాలూకాలో ఉన్న హరిజనులు లంబాడీలు మొదలైన చిన్న జాతులను పైకి తేవడానికి ఏమాత్రం ఏర్పాటు చేయలేదు. పాల్వంచ, ఇల్లెందు తాలూకాలోని లంబాడీలు గాని, హరిజనులు గాని భూములు లేనివారు గవర్నమెంటు వారికి భూముల కోసం దరఖాస్తు ఇచ్చారు. దాన్ని గురించి గవర్నమెంటు మంజూరు ఇవ్వాలని కలెక్టరును తహశీల దారును అడిగితే వారు ఏమీ చేయలేదు. లావని భూములు ఏడొందల ఎకరాలున్నాయి. మా తాలూకాలోని ఏడు గ్రామాల్లోని రైతులు భూమి లేనివారు దానికి దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. వీళ్ళందరూ రెండు నెలల క్రిందటనే దరఖాస్తులు చేశారు. ఇంతవరకు మంజూరు కాలేదని తహశీలుదారు, కలెక్టరుగారు చెబుతున్నారు. ప్రభుత్వంవారు భూములను గురించి ఐదులక్షల రూపాయలు మంజూరు చేశారు. ఎద్దులు లేని వాళ్ళకు ఎద్దులు కొనుక్కోడానికి డబ్బు ఇస్తారని చెప్పారు. కాని పాల్వంచ తాలూకాలో గాని, ఇల్లెందు తాలూకాలో గాని ఎవరికి డబ్బు మంజూరు ఇచ్చినట్లు కనుపించడం లేదు. వర్షాకాలం దగ్గరకు వచ్చింది. నెల రోజులు మాత్రమే ఉన్నది. సోషియల్ సర్వీసువారు డబ్బు వస్తుందని చెప్పారు. కాని డబ్బు రాలేదు. డబ్బు కోసం నాలుగు వందలు ఐదు వందలు దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. దరఖాస్తుల్లో ఒక్కొకప్పుడు ఒక జత ఎద్దులు అయినా కొనుక్కోడానికి డబ్బు ఇమ్మన్ని దరఖాస్తులు ఇచ్చారు. సోష్యల్ సర్వీసువారు ఇల్లెందల తాలూకాలో డబ్బు ఇవ్వడానికి ఆర్డర్సు రాలేదని చెప్పుతున్నారు. మంత్రులుగాని కలెక్టర్లుగాని మోటార్లమీద పోయే రోడ్లమీదవెంబడి బావులు తియ్యడానికి ప్రయత్నం చేశారు. ఎక్కడో నాలుగు ఐదు మైళ్ళ దూరంలో ఉన్న గుట్టల్లో బావులు తీశారు. నాలుగైదు మైళ్ళదూరం

పోయి గుట్టల్లో ఉండే బావుల్లోంచి నీళ్ళు తెచ్చుకొని త్రాగుతున్నారు. ఆ నీళ్ళు త్రాగుతుంటే వాళ్ళకు రోగాలు ఏర్పడుతున్నాయి. మంత్రులు గాని కలెక్టరులు గాని మోటార్లమీద వచ్చి త్రోవల్లో ఉన్న పెద్ద బంగళాలోనో కచేరీలోనో ౧, ౨ రోజులు ఉంటారు. పల్లెటూళ్ళలోకి పోతే బీదల కష్టాలు చూడవచ్చును. మీరు—గవర్నమెంటువారు ఎవరైనా కాని—మాతోవస్తే పేదవాళ్ళ కష్టాలు మీకు చూపిస్తాను. మేము అబద్ధాలు చెబుతామని అనుకొంటారు. బీద వాళ్ళకు ఉండటానికి వసతి లేక ఎట్లా కష్టపడుతున్నారో, ఎవరెవరికి భూములు లేవో, ఎవరెవరికి భూములు లేక బాధలు పడుతున్నారో, వాళ్ళ పిల్లలు, భార్య ఎట్లా సాకుతున్నారో చూపిస్తాను ఇప్పుడు సోష్యల్ సర్వీసు వారు బయిలుదేరి మా పిల్లలకు చదువు చెప్పడానికి టీచర్సును ఏర్పాటు చేశారు. వాళ్ళకు మూడు నెలల నుంచి జీతాలు లేవు. జీతాలు లేకపోతే వాళ్ళు ఏమి తింటారు? వాళ్ళు మన్ను తింటారా? గవర్నమెంటువారు కళ్ళు మూసుకోకుండా తెరిచి చూడాలి. అన్నము తినకుండా పిల్లలకు చదువు ఎట్లా చెపుతారు? వాళ్ళ భార్యలకు పిల్లలకు అన్నము లేదు. మూడు నెలలబట్టి వాళ్ళకు ఎవరు అప్పులిస్తారు. వాళ్ళకు జీతం 30 రూపాయలు ఏర్పాటు చేశారు. ఈ 30 రూపాయలతోటి వాళ్ళ భార్యలు, పిల్లలు ఎట్లా బ్రతుకుతారు? గవర్నమెంటువారు వీరి విషయం చూడాలి. కోయవాళ్ళను, హరిజనులను, లంబాడీలను పైకి తెస్తామని ప్రభుత్వంవారు చెబుతారు. అది హైదరాబాదులోనే చెబుతారు. పల్లెటూళ్ళలో చేసేది కనుపించదు. మా ఇల్లెందు, పాల్వంచ తాలూకాల దగ్గర మిలిటరీ పెట్టారు. మేము ఒక నెలరోజులు తిరిగి వచ్చాము 38 గ్రామాలను కాల్చారు. వాటిని ఏ విధంగా కాల్చారో మాకు తెలియడం లేదు. మున్పై సంవత్సరాలనుంచి కర్ర కట్టుకొని, బళ్ళు తోలుకొని పెద్ద పెద్ద ఇళ్ళు కట్టుకొని, ఎడ్లను కట్టుకోవడానికి, మనుష్యులు ఉండటానికి ఇళ్ళు కట్టుకొన్నారు. వాటిని మిలిటరీ వాళ్ళు కాల్చారు. ఆరు నెలల బట్టి చెబుతున్నాను. రిపోర్టులు ఇస్తున్నాము. వాళ్ళు పంది గుడిసెల్లాగా వేసుకొన్నారు. కనుక వాళ్ళకు ఇప్పుడు కర్ర ఇవ్వాలని చెబుతున్నాను. ౨౦, 30 సంవత్సరముల క్రింద కర్ర కొట్టుకోడానికి మాసూలలోకి పోయేవారు. కర్ర ఇవ్వాల్సిందిగా దరఖాస్తుల పెట్టాము. మనం పట్టణాల్లో ఉండి, పెద్ద బంగళాలో ఉండి దరవాజాలకు పరదాలు పెట్టుకొంటే, వాళ్ళు పల్లెటూళ్ళలో పంది గుడిసెల్లో చిన్న చిన్న గుడిసెల్లో ఎట్లా ఉంటారో తెలుసు కోవాలి. దరఖాస్తులు చేసి ఆరు నెలలు అయినది. ఇంకా దానికి ఇజాజత్ రాలేదంటారు వాళ్ళ భార్యలు పిల్లలు వర్షాకాలం వస్తే ఎక్కడ పడుకొంటారు? వాళ్ళకు కర్రకు ఇజాజత్ ఇప్పించాలని కోరుతున్నాను.

شری سری ہری (کنوٹ) ۔ مسٹر اسپیکر سر۔ جو موشن یہاں آیا ہے ہاؤس کے سامنے اسکے بارے میں جو چرچائیں ہو رہی ہیں وہ میں نے کافی غور سے سنی ہیں اسکے بارے میں میں کچھ ایسی چیزیں کہونگا جو واقعی طور پر اڈریس میں ہیں لیکن جنکا نام نہیں بتایا جا رہا ہے۔ اور پیش شدہ اڈریس پر راج پرمکھ کا شکریہ ادا کرنے کیلئے یہ موشن لایا گیا ہے ۔۔ ہمیں انکا شکریہ کیوں ادا کرنا چاہئے اسکے بارے میں میں عرض کرونگا کہ راج پرمکھ نے واقعی طور پر ہماری اسمبلی میں آکر ہماری گورنمنٹ نے پچھلے سال کیا کیا کیا اور اگلے سال میں کیا کیا کرنا چاہتی ہے اسکے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے۔

اگر ہم اس اڈریس کو غور سے پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ واقعی طور پر ہماری حکومت ہر شعبہ میں کیا کرنا چاہتی ہے ۔ اس اڈریس میں سب سے پہلے لینڈ ریفارمس (Land Reforms) کے سلسلے میں بتلایا گیا ہے گورنمنٹ کا یہ اقدام واقعی طور پر بے نظیر ہے ۔ لینڈ ریفارمس میں امنڈمنٹ پیش کر کے حکومت نے بتلایا ہے کہ وہ آگے کی جانب قدم بڑھانا چاہتی ہے ۔ اس کے ذریعہ اراضی کی ایک حد مقرر کی جارہی ہے یہ ایسا بڑا اقدام ہے کہ کسی نے آج تک نہیں کیا ۔ یہ اقدام اس لئے نہایت ضروری ہے کہ آج جاگیرداری ختم ہوچکی ہے ۔ جاگیرداری کے خاتمہ کے بعد زمینداری کا مسئلہ سامنے آ کھڑا رہا ہے ۔ زمین کا مسئلہ اس وقت تک حل نہیں ہوسکتا جب تک کہ ہم زمینداری کی بھی کوئی حد مقرر نہ کریں ۔ چنانچہ ان لینڈ ریفارمس میں یہ امر طئے کیا گیا ہے اور بتلایا گیا ہے کہ اراضیات کا انتظام کس طرح کا ہوگا اور کیا حد رہیگی ۔

ساتھ ہی ساتھ اڈریس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال گورنمنٹ آف حیدرآباد نے اسپیشل لاؤنی کا قانون نافذ کیا ۔ ان رولس کے تحت کئی اراضات کا پٹہ ایسے لوگوں کے نام کیا گیا جن کے پاس واقعی طور پر آراضیات نہیں تھیں اور انہیں پٹہ دار بنادیا گیا ۔

اس اڈریس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہماری ریاست میں کتنے محفوظ لگاندار ہیں ۔ ایک قانون دان جان سکتا ہے کہ محفوظ لگاندار کو کیا کیا حقوق حاصل ہوئے ہیں ۔

اڈریس میں اسکا بھی ذکر ہے کہ اناج پر اس سے پہلے جو پابندیاں عائد تھیں انہیں برخاست کردیا گیا ہے ۔ اناج پر سے پابندیاں برخاست کرنے سے عام جنتا کو جو سہولت ہوئی ہے اس سے آپ سب لوگ واقف ہیں ۔

لیوی کے سلسلے میں گذشتہ کئی مرتبہ بدعنوانیوں کا ذکر اس رپورٹ میں کیا گیا تھا ۔ ان بدعنوانیوں کو دور کرنے میں ہماری گورنمنٹ کسطرح کامیاب رہی وہ ظاہر ہے ۔ لیوی کی جو پابندی اس سے پہلے تھی وہ اب پوری طور پر اٹھادی گئی ہے ۔ اسی طرح پارچہ پر بھی کسی قسم کی کوئی پابندی آج نہیں ۔

حکومت آئندہ ترقی کی راہ پر جو قدم اٹھانا چاہتی ہے اس کے لئے ایک فائیو ایر پلان (Five Year Plan) بنایا گیا ہے ۔ فائیو ایر پلان کے سلسلے میں میں جتنا بھی کہوں کم ہے ۔ اس پانچ سالہ منصوبہ کی نسبت میں مختصراً یہ کہونگا کہ یہ وہ پلان ہے جس کے ذریعہ ہماری غربت دور ہوجائیگی ۔ ہم لوگ سلف سفیشینٹ (Self-sufficient) ہوجائینگے ۔ ہمارے مصائب دور ہوجائینگے ۔ اس فائیو ایر پلان میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہماری جنتا کا معیار زندگی اونچا کرنے اور ہماری جنتا کی معاشی و معاشرتی حالت سدھارنے کی تجویز ہے ۔ گورنمنٹ اس پلان میں خاص طور پر دلچسپی لیکر اسکو کامیاب بنانے کی کوشش کررہی ہے ۔

یه وه پالسیز (**Policies**) هیں جنکا اڈریس میں ذکر کیا گیا هے مجھے سمجھ میں نہیں آتا که همارے دوستوں کو وه پالیسیز کیوں نظر نہیں آتیں - واقعی یه وهی پالیسیز هیں جو ایک جمہوری حکومت کی هونی چاهئیں -

The House then adjourned till Two of the Clock on Friday the 6th March, 1953.

— —